ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵ مئی ۱۹۵۶

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہفت روزہ "خدام الدین" کی توسیعِ اشاعت کیلئے اپیل

از مولینا عبدالحنان صاحب قریشی مدرس مڈل سکول گرگری ضلع کوہاٹ

علمائے مانسہرہ

مفتی جمعیت العلمائے تحصیل مانسہرہ ابوالفیض حضرت مولانا ومرشدنا محمد امیر خسرو صاحب اشعری چشتی دربار قدسیہ تر نوائی شریف وحضرت مولانا قاضی عبدالحق صاحب خطیب جامع مسجد مانسہرہ اور مولانا محمد ہلال صاحب خطیب جامع مسجد محلہ ناڑی مانسہرہ بسلسلہ فریضہ تبلیغ دین توجہ فرمائیں۔

کرمفرمایانِ بندہ! احقر نے مانسہرہ کے عالی نسب دیانت دار امانت دار خادم دین اور مشہور و معروف کتب فروش خواجہ محمد نظر صاحب کی خدمت عالیہ میں خدام الدین کی ایجنسی قائم کرنے کے بارہ میں درخواست کی تھی جالیس ڈاک موصوف نے مثبت جواب سے نوازتے ہوئے اسلامیان تحصیل مانسہرہ پر احسانِ عظیم فرمایا ہے مکرم موصوف کا جوابی خط دفتر خدام الدین لاہور کو ارسال کر دیا گیا ہے۔ اشاعتِ اپیل ہذا کے ساتھ ساتھ منتظمان دفتر خدام الدین آپ کے کتب خانہ "فقیر دی ہٹی مانسہرہ" کو مطلوبہ مقدار میں ہفتہ وار پرچہ جات خدام الدین ارسال فرمائیں گے۔

لہذا مفتی صاحب تحصیل مانسہرہ، قاضی صاحب جامع مسجد اور مولانا محمد ہلال صاحب خطیب مسجد محلہ ناڑی سے پر زور اپیل ہے کہ آپ حضرات علمائے دین "خدام الدین" جو کہ تعلیم کتاب و سنت، سیر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) مسلک امام اعظم رح اور دیگر اسلامی روایات و فرمودات سلف صالحین کا مغربی پاکستان میں واحد اور ممتاز علمبردار ہے کی خریداری اور اشاعت کی بروز جمعہ جامع مسجد مانسہرہ میں قبل خطبۂ جمعہ فرزندانِ توحید سعید سے درخواست فرمائیں کہ وہ کتب خانہ مذکور سے رسالہ خدام الدین لاہور بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ حاصل کریں۔ رسالہ ہذا کا مطالعہ اسلامی معاشرہ اور عقائد کی اصلاح کیلئے بمنزلہ تاثیر تریاق اور باعثِ خیر و برکت ہے۔ رسالہ ہذا میں علمی ادبی، مذہبی، سیاسی، ثقافتی، اقتصادی اور معاشرتی سبھی قسم کے بلند پایہ اور جامع مضامین شائع ہوتے ہیں روزمرہ کے مسائل ضروریات دین کے علاوہ اندرون ملک و بیرون ملک کی ہفتہ وار اہم خبریں بھی اس کے صفحہ آخر میں بانداز مخصوص شائع کی جاتی ہیں۔ بالفاظ دیگر قارئین کرام "خدام الدین" تمام دیگر اخبارات کے مطالعہ سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مفتی صاحب قبلہ علامہ ابوالفیض نے میری سابقہ درخواست کے مطابق از خود سعی جمیل فرمائی ہو گی۔ لیکن خواجہ صاحب کے دوا لیسی خط کے تقاضے سے ضروری سمجھا کہ قاضی صاحب اور مولینا محمد ہلال صاحب کو بھی ضرورت و تراکت وقت سے آگاہ کروں۔ تاکہ کرمفرمایان بندہ بحیثیت عماید علمائے مانسہرہ بحق اشاعت خدام الدین حصہ لے کر عنداللہ ماجور اور داخل حسنات ہوں۔

علمائے شنکیاری و لغہ

ستبر مرحد حضرت علامہ مولینا غلام غوث صاحب مدظلہ العالی بفوی کی ذات گرامی انجمن خدام الدین اور مجاہد وقت حضرت مولوی احمد علی صاحب مدظلہ العالی کی ذات بابرکت سے تعارف کا احتیاج نہیں رکھتی۔ کیوں کہ دونوں بزرگان دین ماضی کی تمام تحریکاتِ اسلامیہ میں ایک دوسرے کے دوش بدوش کام کر کے برابر کے شریک کار رہے ہیں۔ حال صرف اتنا عرض کر دینا نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ علماء لغہ کے علاوہ علماء شنکیاری حضرت مولانا عبداللہ صاحب (ساکن تمیاہ شنکیاری) اور خطیب صاحب جامع مسجد شنکیاری (سابق الہی منگ) سے اشاعت خدام الدین کی پرزور اپیل کریں۔ اس سلسلہ میں ان حضرات کی ایک دو تقریریں ہی کافی ہیں۔

خوانین ایبٹ کی پکھلی

بندہ نے محمد عمر خاں صاحب محمد شفیق اختر خاں صاحب شرفاء سنچال کلاں، محمد خوشحال خان صاحب آف ہندراسی نزد بھوگڑ منگ اور محمد رہا دوں خان صاحب (عرف بادشاہ خان) رئیس شم ڈھڈر کی خدمات عالیہ میں بذریعہ خطوط خیر خواہانہ پر زور اپیل کی ہے۔ خوانین مذکور کو جس انداز اور پیرائے میں عطایا و انعامات ایزدی کے شکر اور خدمت دین کا احساس دلایا گیا ہے۔ وہ اچھے نتائج برآمد کرنے کا حامل ہے۔

دار العلوم حقانیہ کی تعمیر جدید

اکوڑہ خٹک - ۱۷ مئی - ۱۴ مئی کو دار العلوم حقانیہ کی تعمیر کمیٹی نے مانکی شریف - اکوڑہ خٹک اور شیدو کا طوفانی دورہ کر کے تقریباً گیارہ ہزار روپیہ جمع کیا۔ یہ کمیٹی عرصہ سے دار العلوم کی جدید تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل کر رہی تھی۔ اس تعمیر پہ لاکھوں روپیہ کی لاگت کا تخمینہ ہے۔

(نامہ نگار)

فہرست مضامین

•••

استدعائے دعا خیر

آخر میں قارئین کرام سے استدعا ہے کہ جناب خواجہ محمد نظر صاحب کے حق میں دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انکے اقبال، عمر، مال و دولت اور کاروبار تجارت میں مزید برکت فرما کر خدمت دین کی توفیق دے اور ان مخلصین دین کے طفیل اللہ تعالیٰ مجھ سیاہ کار روزگار کے حال پر رحم فرماتے اور دین حنیف پر استقامت بخشے۔

داخلہ

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور میں

داخلہ ۵ سے ۲۰ شوال تک جاری رہے گا۔ دار العلوم میں ممتاز علمائے کرام درس نظامی کی تمام کتب پڑھاتے ہیں دورۂ حدیث شریف حضرت شیخ الحدیث مولنا عبدالحق صاحب پڑھاتے ہیں۔ دار العلوم میں داخل ہونے والے تمام طلباء کے قیام - طعام - کتب - روشنی - ادویہ - صابن وغیرہ کے جملہ اخراجات کا دار العلوم کفیل ہوگا۔ امیدوار ۲۰ شوال تک فارم داخلہ پر کر کے بھجوادیں۔ داخلہ امتحان لے کر کیا جائے گا۔

مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد (۲) یوم جمعہ ۲۵ مئی ۱۹۵۶ء مطابق ۱۳ شوال ۱۳۷۵ھ شمارہ (۲)

قومی آداب کی اسکیم

پچھلے دنوں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ نوجوانوں میں عموماً اور طلباء میں خصوصاً آداب و اخلاق کے فقدان کو محسوس کرتے ہوئے حکومت ہند آنے والی نسلوں میں ڈسپلن کا احساس پیدا کرنے کے لئے مستقبل قریب میں ہند کی تمام ریاستوں میں قومی آداب کی اسکیم جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا تھا۔ کہ بمبئی۔ پنجاب اور مغربی بنگال میں یہ اسکیم نافذ کی گئی ہے۔ اور اس کا ردِ عمل بہت اچھا ہو رہا ہے ان علاقوں میں اب تک کوئی پچاس ہزار بچوں کو تربیت دی گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم فحیث وجدھا فھو احق بھا (حکمت کی بات حکیم (عقلمند) کی گمشدہ چیز ہے۔ جہاں اس کو پائے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے) اس ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماتحت ہم حکومت جمہوریہ اسلامیہ پاکستان سے درخواست کریں گے کہ وہ اس اسکیم کو اپنالے اور اسے فوراً ملک میں جاری کرے۔ بھارت کی بنسبت پاکستان کے نوجوانوں اور طلباء کی حالت زیادہ ناگفتہ بہ ہے۔ والدین اساتذہ بلکہ ہر شخص ان سے نالاں نظر آتا ہے۔ سڑکوں اور شاہراہوں پر بازاروں۔ گلی کوچوں سکولوں اور کالجوں میں جہاں بھی دیکھئے نوجوان اور طلباء بدترین اخلاق کا مظاہرہ کرتے پھر رہے ہیں۔ ان میں نہ خدا کا خوف نظر آتا ہے اور نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ۔ پان اور سگرٹ منہ میں ہوتا ہے اور مخش بکتے اور فلمی گانے گاتے آوارہ پھر رہے ہیں۔ اگر کوئی نصیحت کے طور پر کچھ کہہ بیٹھے تو اس کی خیر نہیں۔ اس کا وہ مذاق اڑائیں گے کہ وہ بیچارہ آئندہ کسی کو نصیحت کرنے کی جرأت نہ کرے گا۔ یہ حالات نہایت تشویشناک ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ صدر جمہوریہ سے لے کر ایک معمولی سے پاکستانی تک ہر شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ اس صورتِ حال کا کچھ علاج ہونا چاہیئے کیا ہم امید رکھیں کہ ہماری نحیف آواز ایوان حکومت میں کچھ حرکت پیدا کر سکے گی۔ اور نوجوانوں اور طلباء کے اندر اخلاق اور آداب پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی

سُرخ (×) نشان

اگر آپ کی چٹ پر سُرخ نشان ہے تو اس کے معنی ہیں کہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے اس کے بعد آپ یا تو چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں یا ہمیں لکھ دیں کہ وی۔ پی بھیج دیا جائے۔ منی آرڈر بھجوانے میں آپ کا خرچ کم ہوگا۔

مینجر "خدام الدین" لاہور

خونِ مسلم کی ارزانی

الجزائر سے جو تشویشناک خبریں آ رہی ہیں اِن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی مسلم آبادی کو اس لیے تیغ و تفنگ کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ وُہ اپنے ملک سے سامراج کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اِس جرم میں روزانہ سو سو دو دو سو مجاہدین کو شہید کیا جا رہا ہے۔ دُنیا کے ستر کروڑ مسلمان یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں مگر خاموش ہیں۔ اقوام متحدہ حقوق انسانی کی حفاظت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس خونریزی پر اس کے ایوان میں بھی حرکت پیدا نہیں ہوتی۔

اقوام متحدہ سے کسی ہمدردی کی اُمید رکھنا بے سُود ہے۔ کیونکہ وہاں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ افسوس تو دُنیا کے مسلمانوں اور اسلامی سلطنتوں پر ہے کہ وُہ فرانس کے خلاف کوئی مؤثر قدم کیوں نہیں اٹھاتے

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اسلامی سلطنتیں فرانس سے فوراً سفارتی تعلقات منقطع کر لیں۔ اور فرانسیسی اشیاء کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

سفارتی تعلقات کا منقطع کرنا تو حکومتوں کا کام ہے۔ یہ وہ جانیں اور ان کا کام۔ اشیاء کا بائیکاٹ بھی اگرچہ حکومت ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر اس میں عوام بھی کافی حد تک زیادہ مؤثر کام کر سکتے ہیں۔ باہر سے مال درآمد کرنے والے فرانسیسی اشیاء کا منگوانا اندرون ملک دوکاندار ان کا فروخت کرنا اور عوام ان کا خریدنا بند کر دیں۔ اور یہ سب کچھ تمام عالم اسلام میں بیک وقت کیا جائے تو فرانس کے ایک دن میں ہوش ٹھکانے آ جائیں گے اور اسے یہ بے گناہوں کا قتل عام فوراً بند کرنا پڑے گا۔ عوام کے ساتھ ساتھ اگر اسلامی حکومتیں سفارتی تعلقات بھی منقطع کر لیں تو فرانس گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس کا اثر امریکہ اور باقی یورپی اقوام پر ہوگا۔ اور وہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے سے پہلے کئی بار سوچیں گی۔

دُنیا کیسے سُدھرے

از جناب شیخ خدا بخش صاحب خطیب جامع مسجد جیا موسیٰ (نئی آبادی)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

(ترجمہ: - اے ایمان والو اہل کتاب کے بہت سے عالم اور درویش لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں۔ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں)

یعنی روپیہ پیسہ لے کر احکام شرعیہ اور اخبار الھیہ کو بدل ڈالتے ہیں۔ بادھر عوام الناس نے انھیں پہلے خدائی کا مرتبہ دے رکھا ہے۔ جو کچھ غلط کہہ دیں وہی اُن کے نزدیک حجت ہے۔ اس طرح یہ علماء اور مشائخ نذرانے وصول کرنے روپے اکٹھا کرنے اور اپنی سیادت قائم کرنے کے لئے عوام کو مکروفریب کے جال میں پھنسا کر راہِ حق سے روکتے رہتے ہیں کیونکہ اگر عوام اُن کے جال سے نکل جائیں اور دین حق اختیار کر لیں تو ساری آمدنی بند ہو جائے۔ یہ حال مسلمانوں کو سنایا تاکہ متنبہ ہو جاویں۔ کہ قوموں کی خرابی اور تباہی کا بڑا سبب تین جماعتوں کا خراب اور بے راہ ہونا۔ اور اپنے فرائض کو چھوڑ دینا ہے علماء مشائخ اور رؤساء۔ ان میں سے دو کا ذکر تو ہو چکا تیسری جماعت کا ذکر دوسری جگہ موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک حضرت امام اعظم کے شاگرد رشید ہیں۔ ان کا مقولہ ہے

هَلْ اَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا

(ترجمہ: - بادشاہوں بُرے علماء اور مشائخ نے دین کا ستیاناس کر دیا ہے)

علماء ربانی جن کے سینے قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول کے علم کا گنجینہ ہوں خلق خدا کو ربانی علوم سے بہرہ مند کریں۔ رب جلیل کا پیام اس کے بندوں کے پاس پہنچائیں اور اس کے دروازہ پر پہنچنے کے لئے لوگوں کی رہنمائی کریں۔ صوفیاء ربانی جن کا مطلوب مقصود رب ہی کی ذات اقدس ہو ان کی صحبت میں بیٹھنے سے دُنیا سے بے رغبتی پیدا ہو آخرت کی یاد تازہ ہو۔ شیطانی وسوسوں سے نجات حاصل ہو۔ یاد الٰہی کا ولولہ پیدا ہو۔ حسد۔ کینہ۔ بغض انانیت۔ غرور۔ جاہ طلبی زر پرستی کا جذبہ فنا ہو جائے۔ دوسروں کے عیوب نظر نہ آئیں۔ مگر اپنے عیوب کے چہرہ سے پردہ اٹھ جائے۔ علماء سوء جن لوگوں نے علم دین کو حصول دُنیا کا ذریعہ بنایا ہے۔ اُن کا کمال علمی فقط جلب زر تک محدود ہے۔ اُن کا مقصد نہ دین الٰہی کی اشاعت ہے نہ توحید کی تبلیغ نہ شرک کا محو کرنا نہ بدعت سے باز رکھنا۔ نہ بگڑیوں کو بنانا ان کی زندگی کا نصب العین محض روٹی کمانا تعیش سے جینا۔ مسلمانوں کو لڑا کر اپنے حلوے مانڈے کی خیر منانا ہے۔ مجدد الف ثانی سرہندی فرماتے ہیں: —

عزیزے شیطان لعین را دید کہ فارغ نشستہ است واز تضلیل و اغواء خاطر جمع ساختہ۔ آں عزیز سرآں پرسید لعین گفت کہ علماء سوء ایں وقت دریں کار بامن مدد عظیم کردند۔ ومرا ازیں مہم فارغ ساختہ اند فالحق دریں زماں ہر سستی ومداہنتے کہ در امور شریعہ واقع شدہ است وہر فتورے کہ در ترویج ملت و دین ظاہر گشتہ است ہمہ از شومئے علماء سوء است وفساد نیات ایشاں آرے علمائے کہ از دنیا بے رغبت اند واز حب جاہ و ریاست و مال و رفعت آزاد اند از علمائے آخرت ہستند وورثہ انبیاء اند علیہم السلام بہترین خلائق اند۔ (مکتوب ۳۳ حصہ اوّل دفتر اوّل)

(ترجمہ: - بزرگان دین میں سے ایک نے شیطان ملعون کو دیکھا کہ لوگوں کے بہکانے اور گمراہ کرنے سے خاطر جمع ہو کر فارغ بیٹھا ہوا ہے۔ اس بزرگ نے اس فراغت کی وجہ دریافت فرمائی شیطان نے جواب دیا کہ اس وقت کے بُرے علماء نے میرے اس کام میں بڑی مدد کی ہے اور اس گمراہ کرنے کی کارگزاری سے بالکل فارغ کر دیا ہے۔ بات صحیح ہے کہ جو سستی اور مداہنت دین کو دنیا کی خاطر چھپانا شریعت کے کاموں میں واقع ہوئی ہے۔ اور دین کے رائج ہونے میں جو رکاوٹ بھی پڑی ہے۔ یہ سب بُرے علماء کی نحوست اور اُن کی نیتوں کے خراب ہو جانے کے سبب سے ہے۔ لیکن وہ علماء جو دُنیا سے بے رغبت ہیں اور جاہ۔ ریاست۔ مال اور رفعت کی محبت سے آزاد ہو گئے ہیں ۔۔۔۔۔۔ وہ علمائے آخرت میں سے ہیں۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ وہ تو مخلوق میں سے بہترین ہیں۔

سادہ اور ان پڑھ لوگ ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ جنھیں بے وقوف بنا کر اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اُمت رسول کے سادہ دلوں کو علماء سوء سے بیدار اور ہوشیار رہنے کے لئے آیت ذیل نازل فرمائی اور گزشتہ اُمتوں کے علماء کی خرابی ظاہر فرمائی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(ترجمہ: - تحقیق جو لوگ علماء اور مشائخ ان احکام کو جو خدا نے کتاب میں نازل کئے ہیں نفسانی اغراض کی بنا پر چھپاتے اور اُن کے بدلے دنیاوی معاوضہ جو بمقابلہ آخرت بھیکڑا ہے حاصل کرتے ہیں۔ ایسا کرنے میں یہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ کے انگارے بھرتے ہیں خداوند تعالیٰ قیامت کے دن ان سے بات بھی نہیں کرے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا۔ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے)

آپ نے یہودی علماء کا حال پڑھ لیا کہ کس طرح دنیا کا مال اکٹھا کرنے کے لئے شریعت موسوی میں رد و بدل کرتے تھے اور عوام کو مذہب ہی دھوکا دیتے تھے۔ خدا نے دین کو چھپانے والے فرقہ شناس مولویوں کے بارے میں صاف فرما دیا کہ یہ لوگ اپنے پیٹوں میں انگارے بھر رہے ہیں۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہودی صفت علماء اور مشائخ نے عوام کو شرک و بدعت کی تعلیم دے کر گمراہ کر رکھا ہے۔ وہ گروہ گزر چکے۔ اب تیسرا گروہ سرداروں کا۔ یہ گروہ بھی شرارت کرتے ہیں اور انبیاء اور علمائے ربانی کا مقابلہ کرنے میں پیش قدم رہتا ہے۔ قرآن شریف میں جب نبی نے اعلاء کلمۃ اللہ کیا فوراً سرداران قوم نے بغاوت شروع کی سیدنا نوح علیہ السلام کا قصہ ملاحظہ فرمائیں۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الجمعۃ - ۷ شوال ۱۳۷۵ھ - ۱۸ مئی ۱۹۵۶ء

قرآن مجید کی تابعداری میں نفع تمہارا ہی ہے اور نہ کرنے میں نقصان بھی تمہارا ہی ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

اعلان اوّل

(اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۴ پ ۲۴)

ترجمہ: ہم نے تم پر کتاب لوگوں (کی ہدایت) کے لئے سچائی کے ساتھ نازل کی ہے تو جو شخص ہدایت پاتا ہے۔ تو اپنے بھلے کے) لئے اور جو گمراہ ہوتا ہے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور (اے پیغمبر) تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو۔

حاصل

یہ نکلا - کہ قرآن مجید تو ہر معاملہ میں انسان کی صحیح راہنمائی کرتا ہے - مثلاً اخلاقی ہو یا معاشرتی - اقتصادی ہو، یا سیاسی - اور یہ بھی قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ تیرے رب کے ارشادات صداقت اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچے ہوئے ہیں - لہذا جو اس کی ہدایات پر عمل کرے گا - اس کے اعمال میں سچائی اور انصاف کی جھلک نظر آئے گی - اور اس کے خلاف کرنے والوں کے اعمال میں جھوٹ اور بے انصافی پائی جائے گی اور نتائج بھی اعمال کے لحاظ سے نکلیں گے - سچائی اور انصاف والوں کے لئے رحمت اور مغفرۃ ہوگی جھوٹ اور بے انصافی والوں کے لئے غیض و غضب الٰہی نازل ہوگا۔

اعلان دوم

(وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۝) سورۃ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ: - اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کر دی جائے گی - اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی۔

حاصل

یہ نکلا - کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کو یہ فائدہ ہوگا کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی - اور خدا سے نہ ڈرنے والوں کے سامنے دوزخ کو لایا جائے گا - لہذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے اتباع میں نفع ہمارا ہی ہے اور مخالفت کرنے میں بھی نقصان ہمارا ہی ہے

اعلان سوم

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ: - تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے - وہ نجات پانے والے ہوں گے - اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں - جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا - دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے - ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی - اور وہ اس میں تیوری چڑھانے والے ہوں گے - کیا تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہیں گے - اے ہمارے رب - ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی - اور ہم گمراہ ہونے والے لوگ تھے۔

حاصل

یہ نکلا - کہ جن لوگوں نے قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کی تھی وہ عذاب الٰہی سے قیامت کے دن نجات پا جائیں گے - اور جن لوگوں نے پیغام ہدایت پہنچنے کے باوجود اسے تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا ان کے اعمال کی خدا تعالےٰ کے ہاں کوئی قیمت اور کوئی وزن نہیں ہوگا - اور وہ اس دن تسلیم کریں گے کہ قرآن مجید کی ہدایات کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا - اور ان کے مخالف ہو کر زندگی بسر کرنا ہماری بدبختی تھی۔

بدبختوں کی درخواست کی نامنظوری

(رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ: - اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) میں سے نکال دے (یعنی پھر دنیا میں بھیج دے) اگر پھر ہم نے ایسا ہی کیا (یعنی قرآن مجید کو ماننے اور اس پر عمل کرنے سے انکار کیا) پھر بیشک ہم ظالم ہوں گے (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا - اسی (دوزخ) میں ذلیل ہو کر رہو - اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اگرچہ اعلان عام ہے

اگرچہ مذکورۃ الصدر آیات میں اعلان عام ہے کہ تمام کتب سماویہ کے ماننے والوں کو قیامت کے دن نجات حاصل ہوگی - اور نہ ماننے والے اپنی غلطی کو تسلیم کریں گے - مگر دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے - اسی اعلان عام میں قرآن مجید کے ماننے والے اور نہ ماننے والے بھی شامل ہیں۔

لہٰذا

ثابت ہوا - کہ انسان کی نجات کا مدار قرآن مجید کی تابعداری پر ہے - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

انسان کا نفع قرآن مجید کے اتباع میں کیوں محدود ہے

(۱) (تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورۃ الواقعہ رکوع ۳ پ ۲۷

ترجمہ: - (یہ قرآن مجید) پروردگار عالم کی طرف سے اُتارا گیا ہے۔

یعنی اللہ تعالےٰ کی صفت ربوبیت نے تقاضا کیا تھا - کہ انسان کی راہ نمائی کے لئے یہ مجموعہ ہدایات نازل کیا جائے - لہذا انسان کا فرض عین ہے کہ اس مجموعۂ ہدایات کو دل سے مانے - اور اسی کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے - تاکہ وفاداران الٰہی میں شامل کر لیا جائے۔

(۲)

(تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) سورۃ حٰم السجدہ رکوع ۱ پ ۲۴

ترجمہ: - (یہ کتاب) رحمٰن و رحیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

یعنی اللہ تعالےٰ کو انسان پر جو مہربانی اور شفقت ہے اس کا یہ تقاضا تھا کہ اس کی راہنمائی کے لئے قرآن مجید نازل کیا جائے - لہذا انسان کی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے - کہ اس مجموعہ ہدایات کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے۔

(۳)

(تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝) سورۃ حٰم السجدہ رکوع ۵ پ ۲۴

ترجمہ: - (اور یہ کتاب) دانا (اور) خوبیوں والے (خدا) کی اتاری ہوئی ہے۔

جب دانا کی طرف سے نازل کی گئی ہے - تو اس

کی ہر بات میں دانائی ہوگی - لہذا انسان کا فرض عین ہے - کہ دانائی کے مجموعہ ہدایات کو دستور العمل بنائے تاکہ اس کے عمل حیات میں دانائی اور عقلمندی کا نور نظر آئے - اور چونکہ یہ کتاب خوبیوں والے خداتعالے کی طرف سے نازل شدہ ہے - اس کی ہر ہدایت میں خوبی کا نور ہوگا - لہذا اگر انسان اپنے ہر عمل حیات میں خوبی پیدا کرنا چاہتا ہے - تو اس خوبیوں والے خدا کی طرف سے جو نازل شدہ دستور العمل حیات ہے - اسے اپنا معمول بنائے - اسی میں انسان کی بہتری اور بھلائی ہے -

۴

قرآن مجید چمکتا ہوا نور ہے

(یَاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ٥) سورۃ النساء رکوع ۲۴ پ ۶

ترجمہ :- اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے - اور ہم نے (گمراہی کا اندھیرا دور کرنے کے لئے) تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیجدیا ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ جو شخص اس چمکتے ہوئے نور کی روشنی میں دنیا کی زندگی بسر کرے گا - وہ منزل مقصود (دربار الہی) تک پہنچ جائے گا - اور جو شخص اس چمکتے ہوئے نور سے فائدہ نہیں اٹھائے گا - وہ اپنی خواہشات نفسانی کے گڑھے میں گر کر مرجائے گا - اور قیامت کے دن نامراد ہوکر دوزخ میں جائے گا - اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْہُ

شکریہ

قرآن مجید اور دوسری کتب سماویہ کے ذریعہ سے راہنمائی حاصل کرکے بہشت میں پہنچنے والوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا شکریہ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۵ پ ۸

ترجمہ :- اور کہیں گے - خدا کا شکر ہے - جس نے ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا اور اگر اللہ ہمیں یہاں کا راستہ نہ دکھاتا - تو ہم راستہ نہ پاسکتے - بیشک ہمارے رب کے رسول حق کی بات لے کر آئے تھے - اور (اس وقت) منادی کر دی جائے گی - کہ تم ان اعمال کے صلہ میں جو (دنیا میں) کرتے تھے - اس بہشت کے وارث بنائے گئے ہو *

حاصل

یہ نکلا - کہ قرآن مجید کی تابعداری ہی میں انسان کی بہتری اور بھلائی ہے - دنیا میں ان لوگوں نے اس کی راہ نمائی سے نیک کام کئے - اور آخرت میں انہیں نیک کاموں کی برکت سے بہشت کا داخلہ نصیب ہوا - اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِاتِّبَاعِ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ آمین یا ارحم الراحمین!

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

قسط نمبر ۹

ماسٹر اللہ دتہ صاحب عبد اللہ پوری ہیڈ ماسٹر چک نمبر ۱/۴ ضلع شیخوپورہ

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو "خدام الدین" مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۵۶ء)

جرمنی کے مشہور علمی رسالہ دی ہالف کا بیان

ژند اوستا اور قرآن کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں جوں جوں قرآن پر غور کرتا اور اس کے مفہوم و معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں، میرے دل میں اس کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی جاتی ہے، لیکن ژند اوستا کا مطالعہ بجز ایسی حالتوں کے کہ اس کو علم الاوثان یا تحقیق لسانی یا اسی قسم کے دیگر اغراض کے لئے پڑھا جائے، طبیعت میں تکان پیدا کرتا ہے، اور بار خاطر ہو جاتا ہے -

منقول از اخبار وحدت ۸ رفروری ۱۹۲۵ء نمبر ۲۸ جلد ۲

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد ۶ صفحہ نمبر ۵۹۹ میں لکھا ہے قرآن کی بہت سی آیات دینی اور اخلاقی خیالات پر مشتمل ہیں ظاہر قدرت تاریخ الہامات انبیاء کے ذریعہ اس میں خدا عظمت، مہربانی اور صداقت کی یاد دلائی گئی ہے بالخصوص حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے خدا کو واحد اور قادر مطلق ظاہر کیا گیا ہے، بت پرستی اور مخلوقات کی پرستش کو (جیسا کہ جناب مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھ کر پوجا جاتا ہے) بلا لحاظ ناجائز قرار دیا گیا ہے، قرآن کی نسبت یہ بالکل سچا کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا بھر کی موجودہ کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے -

اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے

ڈاکٹر کینن آئزک ٹیلر نے ۱۸۸۷ء میں بحیثیت صدر نشین کلیسائے انگلستان ایک تقریر کی تھی، جو اس زمانہ میں لنڈن ٹائمز میں شائع ہوئی تھی، اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کی بنیاد اعتدال پر ہے، جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے، جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو، اس کو سیکھے، جو بتاتا ہے کہ صاف کپڑے پہنو، اور صفائی سے رہو، جو حکم دیتا ہے کہ استقلال و استقامت لازمی فرض ہے، بے شبہ دین اسلام کے تمام اصول ارفع ہیں، اور اس کی خصوصیات، شائستگی اور تمدن سکھلاتی ہیں -

دیگر مذاہب کے عالموں کا خیال

ڈاکٹر گستاولی بان کی تحریر - اسلام کے اصلی اعتقادات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام گویا ایک قسم کا فیضانی مذہب ہے جس میں سے مشکل اور پیچیدہ باتیں نکال ڈالی گئی ہیں البتہ فروعات اور اصول کا فرق ہے، یعنی اسلام میں خالص وحدانیت خداتعالیٰ کی موجود ہے، اور وہ واحد مطلق سب سے برتر تسلیم کیا گیا ہے، اس کے گرد نہ ملائکہ ہیں، نہ اولیا اور نہ ایسے لوگ جو واجب التعظیم ہیں - یہ خالص وحدانیت آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے، کیونکہ اس میں کوئی بعید از عقل بات اور معمّا نہیں ہے - نہ ان میں متضاد باتوں کے ماننے کی ضرورت ہے، جو دوسرے مذاہب میں واقع ہے جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی، مذہب اسلام وہ مذہب ہے جس کے اعتقادات، مسائل علوم طبعی کے بالکل مطابق ہیں -

اسلام نے کبھی مذہب پر دست اندازی نہیں کی، کوئی مذہبی عدالت دوسرے مذاہب والوں کو سزا دینے کے لئے قائم نہیں کی، اور کبھی اسلام نے لوگوں کے مذہب کو جبرًا تبدیل کرنے کا قصد نہیں کیا -

پنجاب کے ایک ہندو پرکاش دیوجی کا بیان

آنحضرت نے زید پر رحم فرما کر جو بطور غلام آپ کی نذر کیا گیا تھا، آزاد کیا، یعنی محمد صاحب نے ہمدردی بنی نوع انسان کا پورا نمونہ نہ صرف اپنے اہل وطن کو بلکہ کل دنیا کو دکھایا -

انسان سے قرآن کی ایک آیت برابر کوئی جملہ نہ بن سکا

اوکاڑہ ضلع منٹگمری
میسرز علی محمد
نذیر احمد - کریانہ مرچنٹس گول بازار
سے
حاصل کریں

بہاولپور میں
ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور - عباسیہ
بک ڈپو دربار روڈ سے
حاصل کریں

مرتبہ چودھری عبد الرحمٰن خان صاحب

رمضان المبارک سے پہلے آخری مجلس ذکر ۵ اپریل ۱۹۵۶ء کو منعقد ہوئی جس کی کارروائی شمارہ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۵۶ء (قرآن نمبر) میں ہدیۂ قارئین کی گئی تھی۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح کی وجہ سے مجلس کا انعقاد نہیں ہو سکا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ کے التوا کے بعد آج مورخہ ۶ شوال ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۵۶ء کو دوبارہ مجلس ہوئی۔ اس میں مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے جو تقریر فرمائی۔ وہ ذیل میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

ایمان کامل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمد للہ وکفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

میں ہمیشہ آپ سے عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ مجلس خواص کے لئے ہے۔ جن کا آپس میں اللہ اللہ کرنے میں اشتراک عمل ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے اور آپ سب سے راضی ہو جائے۔ اور ہمیں دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچائے۔ قیامت کے دن خونی رشتے کام نہ آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (سورہ عبس پارہ ۳۰)

(ترجمہ:- اس دن آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ان میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا۔ جو اس کو اور طرف متوجہ ہونے نہ دے گا)

دوسری جگہ فرمایا:-

اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (سورۃ الزخرف رکوع ۷ پ ۲۵)

(ترجمہ:- تمام دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے بجز پرہیزگاروں کے)

اس دن رشتہ داری کی وجہ سے نہیں بلکہ رضائے الٰہی کی بناء پر جو تعلق ہوگا وہ کام آئے گا۔ دنیا میں سب طمع کے یار ہیں۔ بے طمع کا یار فقط اللہ تعالےٰ ہے۔ ہم نے اس کو کچھ نہیں دیا۔ اور وہ ہم کو بے انتہا نعمتیں دیتا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے طمع کے یار ہیں۔ کہ جب تک ایک بھی کلمہ گو جہنم میں ہوگا اپنے مقام محمود پر چین سے تشریف نہ رکھیں گے۔ ان دونوں کے بعد اللہ والوں کو بے طمع کا یار دیکھا۔ اپنے دونوں مربیوں اور دوسرے اولیاء کرام کے ہاں یہی دیکھا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے طمع نہیں رکھتے۔ ایک معزز شریف گھرانے کی عورت جو دراصل سندھ کی رہنے والی تھی۔ اور وہ کسی ضرورت کی بناء پر امیر شریعت گئی ہوئی تھی۔ وہاں سے اس نے ایک شخص کو حضرت امروٹی رح کی خدمت میں بھیج کر درخواست کی کہ میں حاضر خدمت نہیں ہو سکتی آپ مجھے اللہ کا نام سکھانے کے لئے تشریف لائیے۔ حضرت رح وہاں تشریف لے گئے۔ میں نے حضرت امروٹی رح کی خدمت میں کبھی ایک پیسہ نذرانہ پیش نہیں کیا۔ اس لئے کہ کچھ ہوتا ہی نہ تھا۔ جب اللہ تعالےٰ کہیں سے ۲۵/- روپے دیدیتے تو ان کی خدمت میں پہنچ جاتا تھا۔ وہ پھولے نہ سماتے اور فرماتے کہ میرا بیٹا آ گیا۔ ہماری اماں کو کہلا بھیجتے کہ احمد علی آیا ہے۔ گیہوں کی روٹی پکا کر بھیجو۔ مکھن بھیجو۔ شہد بھیجو۔ وہ سید اور میں امتی۔ یہ محبت کیوں تھی۔ اس لئے کہ میں لاہور سے اللہ کا نام سیکھنے جاتا تھا۔ ایک دفعہ مکہ معظمہ سے کسی نے ایک چوغہ تحفہ بھیجا۔ میں نے اسے کھول کر بھی نہ دیکھا۔ لے جا کر حضرت رح کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اب ان کی محبت

یاد آتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب ایران فتح ہوا تو وہاں سے کچھ شہزادیاں مال غنیمت میں آئیں۔ آپ نے وہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے حضور میں بھجوا دیں اور فرمایا کہ یہ شہزادیاں شہزادوں کے ہی لائق ہیں۔ خیر یہ تو تمہید ہی تھی۔ میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ایمان کامل۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کامل کی پہچان کرائی ہے۔ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو:-

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ (رواہ ابوداؤد والترمذی)

(ترجمہ:- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ کے لئے محبت کی۔ اور اللہ کے لئے بغض رکھا اور اللہ کے لئے دیا۔ اور اللہ کے لئے دینے سے ہاتھ روکا۔ پس تحقیق اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا)

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو جب تک زندہ رکھے قرآن مجید پر عمل کرنے اور حضور کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا سے ایمان کامل سے اٹھائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین!

ایمانِ کامل والوں کو کسی سے کوئی طمع نہیں ہوتی کسی سے دوستی ہے تو اللہ کے لئے کسی سے ناراضگی ہے تو اللہ کے لئے۔ ذاتی غرض کوئی نہیں ہوتی مثلاً کوئی رشتہ دار بے نماز ہے تو وہ اس سے اس لئے نہیں ملتے کہ وہ اللہ کا نافرمان ہے۔ اگر وہ آج اللہ کا فرمانبردار بن جائے۔ برائیاں چھوڑ دے اور نماز پڑھنے لگے تو وہ اس سے ملنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ کسی کو کچھ دیتے ہیں تو اللہ کے لئے۔ دنیا کی واہ واہ اور نام و نمود پیش نظر نہیں ہوتی۔ نام و نمود ریاء ہے اور ریاء کو حضور نے شرک اصغر (چھوٹا شرک) فرمایا ہے شیطان الیالعین ہے کہ وہ عمل صالحہ کو برباد کرنے کے لئے اس میں ریاء کا زہر ملا دیتا ہے۔ اخلاص ہو تو عبادت قبول ہوتی ہے۔

اخلاص یہ ہے کہ اسے اللہ تیرے لئے ہے اور غیر اللہ کے لئے نہیں ہے۔ غیر اللہ کی نفی بھی ضروری ہے۔

دوسری علامت کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد میں ہے:-

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ (رواہ فی شرح السنۃ)

(ترجمہ:- حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی
اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب
تک اس کی خواہش اس چیز کے تابع
نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں)

یہاں بھی ایمان کامل ہی کا ذکر ہے نہ کسی رسم و رواج اور نہ برادری کی پروا ہو جو اللہ اور حضور کی طرف سے آئے وہی محبوب مقصود اور مطلوب ہو۔

یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ اس میں کوئی استثنا نہیں کہ انسان جس فن میں کمال حاصل کرنا چاہے۔ اس فن کے کامل کی صحبت اختیار کرنی پڑے گی۔ ادھر بھی یہی قاعدہ ہے۔ ع

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد
گفتن ذکردن فرقے دارد

جب تک صحبت نہ ہو رنگ نہیں چڑھتا اور قال حال نہیں بنتا۔ کسی نے کہا ہے ؎

آنچہ از دل می خیزد بر دل می ریزد

صحبت سے عقیدت۔ ادب اور اطاعت کے لحاظ سے فائدہ ہوتا ہے۔ کامل گھول کر نہیں پلاتے وہ دل ہی دل میں کچھ ڈال دیتے ہیں۔

اوّل تو اولیاء اللہ کا ملنا مشکل ہے۔ اگر مل جائیں تو ان سے ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

عقیدت۔ ادب اور اطاعت ہو تو فیض ہوتا ہے ورنہ

بے ادب محروم ماند از فضل رب

یہ سبق ہے۔ علامتیں میں نے عرض کر دی ہیں۔ دیکھا کیجئے کہ ہم قرآن کا اتباع کرتے ہیں یا برادری محبوب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو دنیا سے ایمان کامل کے ساتھ اٹھائے۔ آمین یا رب العالمین!

از جناب مولانا محمد شعیب صاحب

اک ٹیس جگر سے اٹھتی ہے اک درد سا دل میں ہوتا ہے
ہم رات کو رویا کرتے ہیں جب سارا عالم سوتا ہے

بزرگان دین کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا اولین مقصد اپنی اصلاح ہوتی ہے۔ یعنی رذائل نفس شرک۔ بدعت۔ غفلت۔ حرص۔ حسد۔ بغض۔ کینہ۔ زر طلبی۔ جاہ طلبی۔ تکبر۔ غرور۔ جھوٹ۔ چغلی۔ غیبت۔ گالی غصہ وغیرہ وغیرہ صفات ذمیمہ یکے بعد دیگرے نکل جائیں اور ان کی جگہ توحید۔ اتباعِ سنت۔ توکل۔ ایثار۔ قناعت تواضع۔ خوف۔ خشیت۔ ذکر۔ فکر۔ ذوق۔ شوق جیسی صفاتِ حسنہ پیدا ہو جائیں۔ مگر آہ! ہم دیکھتے ہیں کہ کسی بزرگ سے انتساب کے بعد بھی یہ رذائل ہم سے موت تک چمٹی رہتی ہیں۔ اور صفاتِ محمودہ کا قلب پر گزر بھی کبھی نہیں ہوتا۔ اس کی کیا وجہ ہے کیا بزرگوں کی زبان فیض ترجمان میں (خاکم بدہن) اثر نہیں رہا؟ یہ تو خیال ہی باطل ہے۔ اگر ان کی مبارک زبانوں میں اثر نہ ہوتا۔ تو آج روئے زمین پر اللہ کا نام لینے والا ہی کوئی نہ ہوتا۔ نہیں نہیں۔ اس کی تمام ذمہ داری ہمارے سر پر ہے۔ اور جہاں تک تجسس اور تلاش کریں گے اپنی ہی کوتاہی اور اپنا ہی قصور اپنی ہی غلطیاں نظر آئیں گی۔ مثلاً ہم میں سے اکثر یہی سمجھتے ہیں۔ کہ ہمیں بیعت ہوتے ہی فوراً تمام کمالات مل جائیں۔ اور کوئی محنت و مشقت نہ کرنی پڑے۔ یہی ہماری بنیادی غلطی ہے۔ دنیا کا کوئی کام بھی بلا محنت پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو دنیا کی دولتیں بھی بغیر محنت کے حاصل نہیں ہو سکتیں بلکہ ادھر تو نسبتاً زیادہ محنت کی ضرورت ہے کیونکہ اصل مقصد یہی ہے۔ دنیاوی کاروبار اصل مقصد نہیں۔ اصل مقصد ہی دین کی تعلیم اور تزکیۂ نفس ہے۔ ہاں سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی خصوصیت یہ ضرور تھی۔ کہ جو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں حاضر ہو کر کلمہ شہادت خلوص دل سے پڑھ لیتا۔ اس کے دل سے یکدم تمام باطنی غلاظتیں دھل جاتیں۔ اور نورِ توحید اور اتباعِ سنت اور عشقِ مصطفوی اور باقی کمالات روحانیہ سے اس کا قلب فوراً منوّر ہو جاتا یہ حضور رحمۃ للعالمین کا معجزانہ فیض تھا۔ کہ عمر بھر کی گمراہی اور ضلالت آناً فاناً کافور ہو جاتی۔ اور جو نسبت دوام حضور اور ایمانی رنگ پچھلی امت سے لئے قطعاً ناممکن ہے۔ گو ہزار سال بھی ذکر و شغل جاری رکھیں۔ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دفعتہً حاصل ہو جاتا۔ اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

مگر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کامل سے سیکھنے اور سالہا سال کی محنت و مشقت برداشت کرنے اور غیر مشروع امور سے پرہیز کرنے سے حق تعالیٰ مذکورہ صدر کمالات عطا فرماتے ہیں۔ بے شک بعض عارفین کو بلا محنت و مشقت بھی نوازا گیا۔ مگر یہ اس کی حکمتیں تھیں۔ جن کو وہ خود جانے۔ قاعدہ یہی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔

(جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدے (دائرہ شرع میں رہ کر) کرتے ہیں۔ ہم اُن پر ہدایت کی راہیں کھول دیتے ہیں)

تو پہلی اور بنیادی غلطی ہماری یہی ہے۔ کہ ہم کوئی کام اس مقصدِ عزیز کے لئے نہیں کرتے۔ اور نہ ہمیں دنیاوی مصروفیتیں اس طرف آنے دیتی ہیں۔ اگر کریں بھی تو جب کبھی موقعہ مل گیا تو دو چار منٹ لگا لئے۔ اگر مہینہ بھر فرصت نہ ملی تو یہ کہہ کر دل بہلا لیا کہ اب فرصت نہیں ملتی۔ فرصت ملنے پر ناغہ نکل جائے گا۔ بہت سا کر لیں گے حالانکہ حضور شفیع المذنبین کا ارشاد ہے

خَيْرُ الْعَمَلِ مَا دِيْمَ عَلَيْهِ

اور بعض روایات میں یوں ارشاد مبارک آتا ہے:۔

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ اَوْ كَمَا قَالَ

یعنی بہترین اور پسندیدہ عمل بارگاہ الٰہی میں وہی ہوتا ہے چاہے تھوڑا ہی ہو۔

تو کبھی کبھار کا بہت کام بھی روزانہ تھوڑا تھوڑا کرنے سے بلند اور برتر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہر روز کرے چاہے تھوڑا ہی کرے۔ مداومت میں ایک خاص برکت ہوتی ہے جو اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے اور عموماً دیکھا گیا ہے کہ ذکر و شغل سے جو سکون اور طمانیت کے آثار قلب پر آتے ہیں۔ ہم اُن کی تشہیر کرنے لگ جاتے ہیں۔ یا کوئی اور اچھی کیفیت پیدا ہوئی تو سے ہر کس و ناکس کے سامنے بڑے طمطراق سے بیان کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ طالب کے لئے ان حالات کا افشاء بہت مضر ہے اور اپنے شیخ کے سوا کسی اور سے ایسا حال بیان کرے تو فوراً ذوق سلب ہو جاتا ہے۔ تذکرۃ الرشید میں ایک واقعہ درج ہے کہ حضرت مولانا گنگوہی سے ایک دو آدمی مرید ہو کر گئے۔ حضرت (باقی کالم اول پر)

مقصد بیعت:۔ (کالم ۳ سے آگے)
نے ذکر شغل کی تلقین کی۔ انہوں نے گھر جا کر شروع کیا۔ آثار محمودہ پائے۔ ضبط نہ کر سکے تشہیر کر دی۔ فوراً قبض ہو گیا اور ذوق سلب ہو گیا۔ انہوں نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے عرض حال کیا۔ حضرت مولانا مرحوم نے جو جواب دیا اس کا حاصل یہی تھا کہ ذوق و شوق ایک ایسا پرندہ ہے کہ تشہیر کرنے والے کے پاس نہیں رہ سکتا۔ اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ شیطان کے جال ہیں۔ پہلے تو کام کرنے نہ دیگا۔ اگر کوئی سر پھرا اس جال سے نکل جائے اور کچھ کرنے لگے تو آثار محمودہ لازماً آتے ہیں۔ شیطان ان کی تشہیر کرائے گا۔ تاکہ ریاکاری بن جائے اور ریاکار ہو کر جو کچھ بھی کرے مقبول نہیں۔ اور نہ ریاکار کو ذوق و شوق ملتا ہے اس کے علاوہ اور بھی موانع اس کے حصول میں ہیں جن میں بہت اہم شرائط استفادہ عن الشیخ سے عدم واقفیت ہے۔ جو ہم ان شاء اللہ پھر کسی صحبت میں عرض کریں گے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب +

نعت

(از جناب اکبر الہ آبادی مرحوم)

دلا لے چل ہمیں سوئے محمدؐ — دکھا دے جنت کوئے محمدؐ

شب عاشق ہیں گیسوئے محمدؐ — خدا کا نور ہے روئے محمدؐ

چمن قرآن ہے ہر لفظ گل ہے — نہاں ہر گل میں ہے بوئے محمدؐ

مشام جان معطر ہو رہا ہے — زہے سودائے گیسوئے محمدؐ

محمدؐ پھول ہیں واعظ صبا ہیں — کہ پھیلاتے پھریں بوئے محمدؐ

خدا کے گھر سے ہے الحاق اس کو — یہ دیکھو رفعت کوئے محمدؐ

یہ مژدہ اہل عالم کو سنا دو — بھری رحمت سے ہے خوئے محمدؐ

درود اس پر ملائک بھیجتے ہیں — توجہ جس کی ہے سوئے محمدؐ

ہوئی زائل جہاں سے ظلمت کفر — پڑا جب پرتو روئے محمدؐ

ہوئے دل دوز تیر الفت حق — کھنچی جب قوس ابروئے محمدؐ

منور نور وحدت سے ہوا دل — نثار پرتو روئے محمدؐ

خدا کا پیار ہے اس دل پہ اکبر

کشش جس دل کی ہے سوئے محمدؐ

ولادت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

از جناب امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین مورخہ ۶ اپریل ۱۹۵۶ء

دنیا میں جس قدر داعیانِ حق و صداقت کے اعلانات موجود ہیں۔ اگر دنیا ان کو بھلا دے گی تو صرف قوموں اور ملکوں کی سعادت کی فراموشی ہوگی۔ کیونکہ اس سے زیادہ انہوں نے کچھ نہ کہا۔ لیکن اگر ربیع الاول کو اس نے بھلا دیا۔ تو یہ تمام کرۂ ارضی کی نجات کو بھلا دینا ہوگا۔ کیونکہ اگر ربیع الاول کی رحمت کسی ایک سرزمین کے لئے نہیں بلکہ تمام عالمین کے لئے تھی۔

آں راز کہ در سینہ نہانست نہ وعظ است
بر دار تواں گفت بہ منبر نتواں گفت

عزیزانِ ملت! ماہ ربیع الاول کا ورود تمہارے لئے جشن و مسرت کا ایک پیغام عام ہوتا ہے۔ کیونکہ تم کو یاد آجاتا ہے کہ اس مہینے کے ابتدائی ہفتوں میں خدا کی رحمت عامہ کا دنیا میں ظہور ہوا۔ اور اسلام کے داعیٔ برحق کی پیدائش سے دنیا کی دائمی غمگینیاں اور سرگشتگیاں ختم کی گئیں۔

صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وصحبہٖ وسلم

تم خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے معمور ہو جاتے ہو۔ تمہارے اندر خدا کے رسول برحق کی محبت و شیفتگی ایک بے خودانہ جوش و محویت پیدا کر دیتی ہے تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی کی یاد میں اسی کے تذکرہ میں اور اسی کی محبت کی لذت و سرور میں بسر کرنا چاہتے ہو۔

تم اس کے ذکر و فکر کی مجلسیں منعقد کرتے ہو۔ ان کی آرائش و زینت میں اپنی محنت و مشقت کی کمائی بے دریغ لٹاتے ہو۔ خوشبودار اور تروتازہ پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو۔ کافوری شمعوں کے خوبصورت فانوس اور ترقی روشنی کے بکثرت کنول روشن کرتے ہو۔ عطر و گلاب کی مہک اور اگر بتیوں کا بخور جب ایوان مجلس کو اچھی طرح معطر کر دیتا ہے تو اس وقت مدح و ثنا کے زمزموں اور درود و سلام کے مقدس ترانوں کے اندر اپنے محبوب و مطلوب مقدس کی یاد کو ڈھونڈھتے ہو۔ اور بسا اوقات تمہاری آنکھوں کے آنسو اور تمہارے پر محبت دلوں کی آہیں اس کے اسم مبارک سے والہانہ تخلیق کرتی ہیں اور اس کے عشق سے حیاتِ روحانی حاصل کرتی ہیں۔

پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے اپنے عشق و شیفتگی کے لئے رب السماوات والارض کے محبوب کو چنا اور کیا پاک و مطہر ہیں وہ زبانیں جو سید المرسلین و رحمۃ للعالمین کی مدح و ثنا میں زمزمہ سنج ہوئیں۔

مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار

انہوں نے اپنے عشق و شیفتگی کے لئے اس کی محبوبیت کو دیکھا جس کو خود خدا نے اپنی چاہتوں اور محبتوں سے ممتاز کیا اور ان کی زبانوں نے اس کی مدح و ثناء کی جس کی مدح و ثناء میں خود خدا کی زبان اس کے ملائکہ اور قدسیوں کی زبان اور کائنات ارضی کی تمام پاک روحوں اور سعید ہستیوں کی زبان ان کی شریک و ہمنوا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

کائنات ہستی کی محبوبیت اعلیٰ

بلاشبہ محبت نبوی اور عشق محمدی کے یہ پاک ولولے اور یہ مخلصانہ ذوق و شوق تمہاری زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے اور تم اپنے ان پاک جذبات کی جتنی بھی حفاظت کرو کم ہے۔ تمہارا یہ عشق الٰہی ہے تمہاری یہ محبت ربانی ہے، تمہاری یہ شیفتگی انسانی سعادت اور راست بازی کا سرچشمہ ہے تم اس وجود مقدس و مطہر کی محبت رکھتے ہو۔ جس کو تمام کائنات انسانی میں سے تمہارے خدا نے ہر طرح کی محبوبیتوں اور ہر قسم کی محمودیتوں کے لئے چن لیا اور محبوبیۂ عالم کا خلعت اعلیٰ صرف اسی کے وجود اقدس پر راست آیا۔ کرۂ ارضی کی سطح پر انسان کے لئے بڑی سے بڑی بات جو کہی جا سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جا سکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ مدح و ثناء جو کی جا سکتی ہے غرض کہ انسان کی زبان انسان کے لئے جو کچھ کہہ سکتی ہے۔ وہ سب کا سب صرف اسی ایک انسان کامل و اکمل کے لئے ہے اور اس کا مستحق ہے اس کے سوا کوئی نہیں ؎

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد

وللہ در من قال ؎

عبارتنا شتّٰی وحسنک واحد
وکلٌّ علی ذات الجمال یُشیرُ!

وحدہٗ لاشریک

خدا کی الوہیت و ربوبیت جس طرح وحدہٗ لاشریک ہے کہ کوئی ہستی اس کی شریک نہیں۔ اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیت اعلیٰ و عبدیت کبریٰ بھی وحدہٗ لاشریک ہے۔ کیونکہ اس کی انسانیت و عبدیت میں کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ اور اس کے حسن و جمال فردانیت کا کوئی شریک نہیں ؎

مُنَزَّہٌ عن شریکٍ فی محاسنہٖ

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں دیکھتے ہو کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر جہاں کہیں کیا گیا، وہاں ان سب کو ان کے ناموں سے پکارا ہے۔ اور ان کے واقعات کا بھی ذکر کیا ہے .... تو ان کے ناموں کے ساتھ کیا ہے۔ لیکن اس انسان کامل، اس فرد اکمل، اس صفات عبدیت کے وحدہٗ لاشریک کا اکثر مقامات میں اس طرح ذکر کیا ہے۔ کہ نہ تو اس کا نام لیا گیا نہ ہی کسی دوسرے وصف سے نامزد کیا گیا۔ بلکہ صرف "عبد" کے لفظ سے اس کے پروردگار نے اسے یاد فرمایا

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ — کیا پاک ہے وہ خداوند قدوس جس نے ایک رات اپنے "عبد" کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔

سورہ جن میں فرمایا:-

وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبداً — اور جب اللہ کا بندہ (عبد) تبلیغ حق کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تاکہ اللہ کو پکارے تو وہ اس کو اس طرح گھیر لیتے ہیں گویا قریب ہے کہ اس پر آ گریں۔

سورۂ کہف کو اس آیت سے شروع کیا۔

الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہٖ الکتاب — تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے "عبد" پر کتاب اتاری۔

سورۂ فرقان کی پہلی آیت ہے:-

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیراً — کیا ہی پاک ذات ہے اس کی جس نے الفرقان اپنے "عبد" پر اتارا تاکہ وہ تمام عالم کی مخلوقوں کیلئے ڈرانے والا ہو۔

اسی طرح سورۂ نجم میں فرمایا

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ

سورہ حدید میں فرمایا:-

ینزل علیٰ عبدہٖ آیات

پس ان تمام مقامات میں آپ کا اسم گرامی نہیں لیا۔ بلکہ اس کی جگہ صرف "عبد" فرمایا۔ حالانکہ بعض دیگر انبیاء کیلئے اگر "عبد" کا لفظ فرمایا ہے تو اس کے ساتھ نام کی تصریح بھی کر دی ہے۔ سورہ مریم میں حضرت زکریاؑ کے لئے فرمایا:-

ذکر رحمت ربک عبدہٗ زکریا۔ (الفرقان) — یہ ذکر ہے تمہارے رب کی مہربانی کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر فرمائی۔

سورہ صٓ میں فرمایا:-

واذکر عبدنا داؤد — ہمارے بندے داؤد
واذکر عبدنا ایوب — ایوب کا قصہ یاد کرو۔

اس خصوصیت و امتیاز سے اسی حقیقت کو واضح

اس درجۂ آخری اور مرتبۂ قصویٰ تک پہنچ چکی ہے جو انسانیت کی انتہا ہے۔ اور جس میں اور کوئی عبد اس عبد کامل کا شریک و سہیم نہیں۔ پس عبدیت کا فرد کامل وہی ہے۔ اور اس لیے بغیر اضافت و نسبت کے صرف "عبدہ" کا لقب اس کو ناموں اور علموں کی طرح پہچنوا دیتا ہے۔ کیونکہ تمام کائنات ہستی میں اس کا سا کوئی عبد نہیں۔

پس یہ وہ تھا کہ اس کے صفات عالیہ کا یہ حال ہے۔ اس کی انسانیت و عبدیت کی وحدت اس طرح فرمانروائے جمیع کائنات ہے۔ اس کی محبت و محبوبیت کا خود رب السماوات والارض نے اعلان کیا اور اس کی رحمت کو اپنی ربوبیت کی طرح تمام عالمین پر محیط کر دیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات رأفت و رحمت سے متصف فرمایا۔ اور اگر اپنے آپ کو الرحمٰن الرحیم کہا تو اُسے بھی بالمومنین رؤف رحیم قرار دیا۔ اس کو تمام قرآن حکیم میں کبھی بھی نام لے کر نہ پکارا۔ بلکہ کبھی صدائے عزت سے نوازا کہ یا ایہا الرسل اور کبھی طریق محبت سے پکارا کہ یا ایہا المزمل! اس کے وجود کی عزت و عظمت کو اپنی عزت کی طرح اپنے بندوں پر فرض کر دیا اور جا بجا حکم دیا کہ تعزروہ و توقروہ (اس کی عزت کرو اور اس کی توقیر بجا لاؤ) پھر وہ اس کی محبوبیتوں اور عظمتوں کا یہ حال تھا کہ اس کا وجود مقدس و اطہر تو بڑی چیز ہے۔ وہ جس آبادی میں بسا اور جس شہر کی گلیوں میں چلا پھرا، اس کی عزت کو بھی خدائے زمین و آسمان نے تمام عالم میں نمایاں کیا۔

لا اقسم بھذا البلد — ہم مکہ کی قسم کھاتے ہیں مگر
وانت حل بھذا البلد — اس لیے کہ تیرا وجود اسکی
سرزمین میں رہا اور بسا ہے

وَمن مذھبی حُبُّ الدِیَّارِ لِاھلِھا
وَلِلنَّاسِ فِیمَا یَعشَقُونَ مذاھب

بس جس کی قدوسیت و محبوبیت کا یہ مرتبہ ہو، اس کی یاد میں جتنی گھڑیاں بھی کٹ جائیں اس کے عشق میں جلنے آنسو بھی بہ جائیں اس کی محبت میں جتنی بھی آہیں نکل جائیں اس کی مدح و ثنا میں جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں انسانیت کا حاصل، روح کی سعادت، دل کی طہارت، زندگی کی پاکی اور ربانیت و الٰہیت کی بادشاہی ہے

وللہ در من قال

ماہ تو بہر قدم کہ بو پینہ خوش است — جبل تو بہر سبب کہ جو بینہ خوش است
روئے تو بہر دیدہ کہ بینند نکوست — نام تو بہر زباں کہ گو بینہ خوش است

جشن حصول و ماتم ضیاع

لیکن جب کہ تم اس ماہ مبارک میں یہ سب کچھ کرتے ہو۔ اور اس دن کے واقعۂ ولادت کی یاد میں خوشیاں مناتے ہو تو اس کی مسرتوں کے اندر تمہیں کبھی اپنا وہ ماتم بھی یاد آتا ہے۔ جس کے بغیر اب تمہاری خوشی نہیں ہو سکتی؟ کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے کہ یہ کس کی پیدائش ہے جس کی یاد کے لئے تم ہر سال جشن کرتے ہو۔

یہ کون تھا جس کی ولادت کی یاد میں تمہارے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے؟

آہ! اگر اس مہینہ کی آمد تمہارے لئے جشن و مسرت کا پیام ہے۔ کیونکہ اسی مہینہ وہ آیا جس نے تم کو سب کچھ دیا تھا۔ وہ سب کچھ ہم نے کھو دیا۔ اس لئے اگر یہ ماہ ایک طرف بخشنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے، تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہونا چاہئے۔

ما ـــ خانہ رمیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست!

تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اُجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لئے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے؟ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو مگر آہ تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو۔ مگر آہ تمہاری عظمت، کہ تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دُنیا کی مشام روح یکسر محروم ہے۔ کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں۔ تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا۔ تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کے لئے دنیا کچھ نہ سنتی مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی۔ تمہاری دل کی بستی نہ اُجڑتی تمہارا طالع خفتہ بیدار ہوتا اور تمہاری زبانوں سے نہیں مگر تمہارے اعمال حسنہ کے اندر سے اسوۂ حسنہ نبوی کی مدح و ثناء کے ترانے اُٹھتے فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

پھر آہ وہ قوم اور صد آہ اس قوم کی غفلت و نادانی جس کے لئے ہر جشن و مسرت میں پیام ماتم ہے اور جس کی حیاتِ قومی کا ہر قہقہۂ عیش، فغان حسرت ہو گیا ہے۔ مگر نہ تو ماضی کی عظمتوں میں اس کے لئے کوئی منظر عبرت ہے، نہ حال کے واقعات و حوادث میں کوئی پیام تنبہ و ہوشیاری ہے۔ اور نہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کسی روشنی کو اپنے سامنے رکھتی ہے۔ اسے اپنی کامجوئیوں اور جشن مسرت کی بزم آرائیوں سے مہلت نہیں۔ حالانکہ اس کے جشن و طرب کے سرود میں ایک نہ ایک پیام ماتم و عبرت بھی رکھ دیا گیا ہے۔ بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں کان سنیں اور دل کی دانائی۔ غفلت و سرشاری نے چھین نہ لی ہو۔

وَاِنَّ فِی ذَالِکَ لَذِکریٰ لِمَن کَانَ
لَہٗ قَلبٌ اَو اَلقَی السَّمعَ وَھُوَ شَھِیدٌ!

ظہور و مقصد ظہور:۔

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لئے جشن مسرت کا پیام اس لئے تھا۔ کہ اسی مہینہ میں خدا کا وہ فرمان رحمت دُنیا میں آیا۔ جس کے ظہور نے دنیا کی شقاوت و حرمانی کا موسم بدل دیا۔ ظلم و طغیان اور فساد و عصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں، خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا۔ انسانی اُخوت و مساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کر دیا۔ اور کلمۂ کفر و ضلالت کی جگہ کلمۂ حق و عدالت کی بادشاہت کا اعلان عام ہوا۔

لقد جاءکم من اللہ نور — اللہ کی طرف سے تمہاری
وکتاب مبین یھدی — جانب ایک نور ہدایت
بہ اللہ من اتبع رضوانہ — اور کتاب مبین آئی اللہ
سبل السلام — اس کے ذریعہ اپنی رضا

چاہنے والوں کو سلامتی اور زندگی کی راہوں پر ہدایت فرماتا اور ان کے آگے صراط مستقیم کھولتا ہے۔ لیکن دنیا شقاوت و حرمانی کے دور سے پھر دوچار ہو گئی۔ انسانی شر و فساد اور ظلم و طغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کے لئے پھیل گئی۔ سچائی اور راستبازی کی کھیتوں نے پامالی پائی اور انسانوں کے سیلاب کا کوئی رکھوالا نہ رہا۔ خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کے لئے تھی غیروں کو دیدی گئی اور اس کے کلمۂ حق و عدل کے غمگساروں اور ساتھیوں سے اس کی سطح خالی ہو گئی۔

ظھر الفساد فی البر و — زمین کی خشکی اور تری
البحر بما کسبت ایدی — دونوں میں انسان کی
الناس — پیدا کی ہوئی شرارتوں

سے فساد پھیل گیا اور زمین کی صلاح و فلاح غارت ہو گئی۔

پھر آہ! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو پر اس کے ظہور کے مقصد سے غافل ہو گئے ہو۔ اور وہ جس غرض کے لئے آیا تھا، اس کے لئے تمہارے اندر کوئی ٹیس اور چبھن نہیں۔

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لئے خوشیوں کی پکار ہے تو صرف اس لئے کہ اسی مہینہ میں دُنیا کی خزان ضلالت ختم ہوئی اور کلمۂ حق کا موسم ربیع شروع ہُوا۔ پھر اگر آج دُنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے۔ تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟

آتشیں شریعت . . . . .
(انشاء اللہ آئندہ)

وقتِ اجل

از جناب قاری محمد ابراہیم صاحب مسجد لائن والی شیرانوالہ لاہور

اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

ترجمہ:- جب آوے گا وقت اُن کا نہ پیچھے رہیں گے ایک ساعت اور نہ آگے چلیں گے۔

خواہ کوئی دولت میں قارون۔ تکبر میں فرعون۔ ظلم میں ضحاک۔ شہ زوری میں رستم۔ رویین تنی میں اسفندیار۔ خوبصورتی میں یوسفؑ۔ صبر میں ایوبؑ۔ درازیِ عمر میں نوحؑ۔ مصوری میں مانی۔ عشق میں مجنوں۔ عدل و سیاست میں عمرؓ۔ ملک گیری میں سکندر۔ دبدبہ میں جمشید۔ عیاشی میں محمد شاہ۔ اقبال میں اکبر۔ فصاحت میں سحبان وائل۔ انصاف میں نوشیروان۔ حکمت میں لقمانؑ۔ دانش میں ارسطو۔ سخاوت میں حاتم۔ طوالتِ قامت میں عوج بن عنق۔ موسیقی میں تان سین۔ شاعری میں انوری، فردوسی و سعدی۔ مردانگی میں محمد فاتح۔ خاموشی میں زکریاؑ۔ گریہ میں یعقوبؑ۔ رضا جوئی میں ابراہیمؑ۔ غزا میں محمود۔ جہالت میں ابوجہل۔ حیاداری میں عثمانؓ۔ غربت میں یحییٰؑ۔ ذہانت میں فیضی۔ شقاوت میں یزید۔ تصوف میں بایزید۔ حکومت میں سلیمانؑ۔ نازک دماغی میں نادر شاہ۔ شجاعت میں علیؓ۔ خونریزی میں چنگیز۔ فلسفۂ اسلام میں امام غزالیؒ۔ رفاہِ عام میں شیر شاہ سوری۔ حسن کشتی میں رو بیلہ۔ فقہ میں امام اعظمؒ۔ قادر اندازی میں بہرام گور۔ کسبِ حلال میں سلطان ناصر الدین۔ صدق میں ابوبکرؓ۔ خوش الحانی میں داؤدؑ۔ کثیر الازدواجی میں واجد علی شاہ۔ جہاد میں سلطان صلاح الدین۔ سیاحت میں ابن بطوطہ۔ پختگیِ ارادہ میں علاؤ الدین خلجی۔ رتبۂ شہادت میں امام حسینؓ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔

بدنیا گر کسے پایندہ بودے
ابوالقاسم محمدؐ زندہ بودے

اے اہلِ دنیا جان لو کہ تم کو بھی ایک دن مرنا ہے اور موت کے بعد اٹھ کر اپنے نیک اعمال کی جزا اور برے اعمال کی سزا پانی ہے پس دنیا کی چند روزہ زندگی پر مت اتراؤ۔ اور موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ دنیا مصیبت کا گھر ہے اور فنا ہونا اس کا انجام۔ دھوکا دنیا ہی کا شعار ہے۔ اس کی ہر ایک چیز کو بالآخر زائل ہونا ہے۔ اور اس کو ہمیشہ کسی کے پاس نہیں رہنا۔ اور اس چند روزہ زندگی میں بھی اگر تھوڑا آرام ملتا ہے تو اس کے عوض برسوں کا رنج سامنے آجاتا ہے۔ موت ہر ایک سر پر کھڑی ہے۔ لہٰذا اس کا ذائقہ چکھنا سب پر لازم ہے۔ خدا تعالیٰ کے بندے آج تمہارا حال دنیا میں ایسا ہی ہے۔ جیسا تم سے پہلے لوگوں کا تھا اور وہ لوگ تم سے زیادہ طاقتور اور قوی ہیکل جوان تھے۔ ان کی آبادی تم سے کہیں زیادہ تھی۔ ان کے محلات تمہارے مکانوں سے بدرجہا عالی شان تھے۔ لیکن ان کا انجام کیسا ہوا۔ بالآخر زمانہ کے انقلاب سے مغلوب ہوگئے اور آج ان کی کسی چیز کا نام و نشان نہیں اور ان کا یہ حال ہے کہ اُن کے جسم تو کیا قبروں کا نام تک نہیں۔ مکانات اور شہر نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ یا وہ محلات عالی شان گاؤ تکئے اور مخملی فرش پر مجلسیں اور یا اب پتھر اور اینٹوں کا تکیہ، خاکِ گور کا بچھونا اور گوشۂ لحد میسر ہے کیا تم نہیں جانتے کہ یہی حال اب تمہارا ہونے والا ہے تمہیں بھی وہی تنہائی ملے گی۔ اور اسی خاک میں تمہارا یہ جسم کیڑوں کی خوراک ہوگا۔ اور تمہارا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا۔

رفتن و تا آمدن باید ز آب آموختن
خانہ ویرانی بہ عالم از حباب آموختن

نظرِ غور سے جو دنیا کی حالت دیکھی
ہم نے برپا یہیں ہر روز قیامت دیکھی

اے عزیز جان لو کہ پہلی دنیا کی میعاد بہت کم ہے۔ اور یہ مدت عنقریب ختم ہونے والی ہے۔ کسی شاعر نے یہی سوچ کر یہ لکھ دیا کہ ؎

اے دل یہ کہا کس نے جہاں میں قرار کر
اور یارِ نازنین کو اسیرِ حصار کر!
تو دیکھ جب سے آیا ہے کتنے ہیں چل بسے
ان رفتگان میں خود کو بھی تو اک شمار کر!

اے بندۂ خدا بادشاہوں کی عیش و عشرت اور تجمل و شوکت کو نہ دیکھ۔ بلکہ یہ دیکھ کہ ایسی شان و عظمت رکھنے والے کس قدر جلدی چل دیتے ہیں۔ اور خیال کر کہ ان لوگوں کو جب دنیا اور اس کی شان و شوکت سے بجبر علیحدہ کیا جائے گا۔ تو اس وقت ان کو کس قدر رنج و صدمہ پہنچے گا۔ برخلاف اس کے غریب لوگ موت کو راحت خیال کرتے ہیں۔ اس لئے دنیا سے جاتے وقت ان کو کسی چیز کی علیحدگی مغموم نہ کرے گی ؎

بیٹھے نہیں زمین میں خزانوں کو گاڑ کے
جب موت آئی چل دیئے دامن کو جھاڑ کے

ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا ایک اجڑا ہوا مکان ہے اور اس سے زیادہ وہ دل اجاڑ ہے۔ جو دنیا کا پھیلاؤ چاہے ؎

ہنستی ہے گورِ اہلِ تکبر کی شان پر
نیلا ہو خاک کا ہے دماغ آسمان پر

اے بے خبر حیات کا کیا اعتبار ہے
ہر وقت موت سر پہ شہر کے سوار ہے

اے انسان دنیا طلبی میں تیرا اس قدر انہماک اس بات کی روشن دلیل ہے کہ تو موت کو مشتبہ اور زندگانی کو یقینی خیال کرتا ہے۔ مکانات کی مضبوط بنیادیں تیری زندگی کی بنیاد کو مضبوط نہیں کر سکتیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یا قصۂ حیات کو اتنا نہ طول دے
یا اعتبارِ ہستیِ ناپائیدار کر!

بادۂ حیات کے نشہ میں سرشار ہو جانے کہ موت بہت جلد تیرے سرورِ زندگی کو مبدل بہ خمار کرنے والی ہے تجھے چاہئے کہ اس کے لئے تیار ہو جائے۔

ایک واقعہ

کوئی بزرگ دنیاوی صحبتوں سے بچنے کے لئے ہمیشہ سفر میں رہا کرتے تھے۔ اثنائے سفر میں آپ کا گزر ایک ایسے شہر کے پاس سے ہوا جس کے لوگ ایک جلوس کی شکل میں اکٹھے ہو کر خوشیاں منا رہے تھے۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ جشن کیسا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ ایک امیر زادہ کی سالگرہ ہے۔ آپ نے اسی شہر میں اقامت اختیار کر لی کہ یہاں کے لوگ بہت اچھے ہیں۔ جو زندگی کے کم ہونے اور موت کے نزدیک آنے پر خوشیاں مناتے ہیں۔

اے عزیز یہ سمجھ لے کہ موت اس شخص پر اتنی ہی زیادہ بھاری ہوتی ہے۔ جتنا کہ وہ تعلقات دنیوی میں زیادہ الجھا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے جدائی کا وقت آنے سے پہلے ہی مخلوقات سے جدا ہو جا آسانی رہے گی۔

حضرت ابوہریرہؓ جب جنازہ دیکھتے تو کہتے کہ چلو ہم بھی تمہارے پیچھے آتے ہیں۔ نصیحت کامل ہے مگر غفلت پرلے درجے کی ہے کہ پہلا جاتا ہے اور پچھلے کو سمجھ نہیں آتی۔ حضرت اعمشؓ فرماتے ہیں کہ ہم جنازہ کے ساتھ جاتے تو یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ ماتم پرسی کس شخص سے کریں۔ اس لئے کہ سب کو غم یکساں ہوتا تھا۔

آنحضرتؐ نے تین لکڑیوں میں سے ایک کو اپنے سامنے گاڑا اور دوسری کو اس کے پاس اور تیسری کو دور گاڑا اور فرمایا کہ پاس پاس کی دو لکڑیوں میں سے ایک انسان ہے۔ اور دوسری لکڑی موت اور دور کی لکڑی انسان کی امید ہے کہ آدمی اس سے معاملہ رکھتا ہے اور موت اس تک پہنچنے نہیں دیتی۔

ایک بزرگ کا قول ہے۔ کہ اگر بندوں کو اپنی موت معلوم ہوتی تو بڑے بڑے اونچے گنبدوں والے محل نہ بنتے نہ کبھی بازار لگتا نہ کبھی خرید و فروخت ہوتی نہ باہمی عداوت ہوتی نہ کچہریاں ہوتیں نہ کوئی حاکم ہوتا نہ کوئی مقدمہ عدالت میں جاتا۔ نہ چوری ہوتی نہ کوئی کوتوال ہوتا۔ کھلے دروازے سب آرام سے سوتے اور یادِ خدا کرتے۔ یہ سب جھمیلے موت کو بھولنے کے لئے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

قرآنی تعلیمات اور انسانیت کا رُخِ زیبا

(۲)

(از حضرت مولانا محمد میاں صاحب دہلی)

دوسری صورت تبادلۂ خیالات

اور قرآن پاک کے الفاظ میں "مجادلہ" اس کی اجازت دی گئی ہے مگر شرط یہ ہے کہ

(الف) ایسے انداز سے ہو جو نہایت ہی حسین اور بہتر ہو۔

(ب) راہِ حق پر ہونے کا یقین تو ہو۔ مگر اس کا زعم نخوت اور گھمنڈ ہرگز نہ ہو۔ نظر انجام کار پر رہے اور دل اس خطرہ سے لرزاں رہے کہ خدا جانے خود ہمارا انجام کیا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو گمراہ ہے وہ ہماری جگہ ہدایت یاب ہو جائے اور ہم معاذ اللہ کسی لغزش میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو جائیں۔

(ج) اگر مقابل تہذیب و شرافت سے ہٹ کر شرارت اختیار کرے تو بہتر تو یہی ہے کہ شرارت کا جواب ضبط و تحمل اور صبر و برداشت سے دو۔ اور اگر موقع محل جوابی کارروائی کا تقاضا کر رہا ہو تو جواب صرف جواب ہی کی حد تک ہو۔ کسی قسم کی زیادتی قطعاً جائز نہیں۔

(د) بایں ہمہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہدایت یہی ہے کہ صبر و تحمل سے کام لو۔ کیونکہ یہاں ذاتیات کا سوال نہیں۔ یہاں معاملہ اللہ تعالیٰ کا ہے یہی پیشِ نظر رہنا ضروری ہے۔ اور اللہ کے لئے تم صبر و تحمل کے عادی ہو جاؤ۔ یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔

(ہ) مقابل کی بداندیشی۔ مکر و فریب۔ اور چھچھوری حرکتوں سے متاثر ہو کر غمگین یا تنگدل ہونا آپ کی شان کے قطعاً خلاف ہے۔ ایک مومن کو ایسا پست حوصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔

(و) تقویٰ اور نیک کردار۔ ہر موقع پر تمہارا طرۂ امتیاز ہونا چاہیئے۔ اگر یہ دو خصلتیں تم نے اختیار کر لی ہیں تو اب تمہارے لئے مقام مسرت ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے اور یہ وہ فضیلت و عظمت ہے کہ مخلوق کی طرف سے کوئی بھی اذیت کوئی بھی توہین و تذلیل اور کوئی بھی مکر و فریب اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔

اب کلام اللہ شریف کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔

بلاؤ اپنے رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور اچھی نصیحت کر کے۔

الف وجادلھم بالتی ھی احسن — اور بحث و مباحثہ ایسے انداز سے کرو جو بہت زیادہ حُسن و خوبی لئے ہوئے ہو۔

(ب) ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین — بیشک تیرا رب وہی خوب جانتا ہے اُن کو جو بھٹکے اس سے اور وہی خوب جانتا ہے اُن کو جو راہ پائے اور ہدایت یافتہ ہوئے

(ج) وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین — اور اگر بدلہ دو تو بدلہ اسی قدر دو جتنی تم کو تکلیف پہنچی۔ اور اگر صبر کرو تو صابرین (دولت صبر سے سرفراز ہونے والوں کے لئے) یہی بہتر ہے (کہ صبر اور ضبط و تحمل سے کام لیں۔

(د) واصبر وما صبرک الا باللہ — اور صبر کرو۔ خدا ہی کی مدد سے صبر کی توفیق ہو رہی ہے)

(ہ) ولا تحزن علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون — (ان کی ناشائستہ حرکتوں پر) غم نہ کرو۔ اور نہ اُن کے مکر و فریب سے تنگدل ہو

(و) ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون — بیشک اللہ تعالےٰ اہل تقوےٰ کے اور ان کے ساتھ ہے جو نیک کردار ہیں۔

(سورہ نحل آخری رکوع)

یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی تبلیغ و اصلاح کا وہ پہلو ہے جس کا رُخ دوسرے فرقوں اور دوسرے مذہبوں کی طرف ہے۔ تبلیغ و اصلاح ہماری بدقسمتی اور کجروی سے جنگ و جدال اور فتنہ و فساد کے مرادف بن گئی ہے۔ مگر قرآن حکیم کا دامن ان آلودگیوں سے پاک ہے۔ وہ فتنہ و فساد سے بار بار بیزاری ظاہر کرتا ہے اور اس پر لعنت بھیجتا ہے۔ جگہ جگہ ارشاد ہے۔

ان اللہ لایحب المفسدین — اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورہ قصص)

واللہ لا یحب الفساد — اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ (سورہ بقر)

لا تعثوا فی الارض مفسدین — ملک میں فساد پھیلاتے مت پھرو (سورہ بقر)

لا تفسدوا فی الارض — ملک میں فساد مت ڈالو۔ (سورہ اعراف) وغیرہ وغیرہ

امر بالمعروف۔ اشاعت خیر۔ بھلائی کو پھیلانا شر کو روکنا یقیناً فریضۂ مسلم ہے۔ مگر اسی احتیاط۔ سنجیدگی۔ رواداری اور فراخ حوصلگی کے ساتھ جس کی کچھ تفصیل قرآن پاک کی تصریحات کے بموجب سطور بالا میں گذر چکی ہے۔

اس احتیاط۔ تقویٰ۔ اخلاص اور ہمدردی نوعِ انسان کے جذبہ کے ساتھ جب مندرجہ ذیل اصول بھی مومن کے اعتقادیات میں داخل ہوں تو ناممکن ہے۔ کہیں بھی کوئی تلخی پیدا ہو سکے۔

غیروں کو اپنا بنانے کا اُصول

(۱) سب انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔ ارشاد ربانی ہے

انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا — ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے گروہ اور قبیلے اس لئے بنائے کہ آپس میں پہچان لو۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم — اللہ کے ہاں درجہ اس کا بلند ہے جو تقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا ہے (سورہ حجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(۲) سب انسان بھائی بھائی ہیں۔ چنانچہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدا سے مناجات کرتے ہوئے جہاں اس کی عظمت اس کی کبریائی۔ اور اس کی غفاری و ستاری کا اعتراف کیا کرتے تھے۔ وہاں آپ کی ایک شہادت یہ بھی ہوتی تھی۔

اللھم انی شھید ان العباد کلھم اخوۃ — اے اللہ میں اعتراف کرتا ہوں کہ بندے تمام بھائی بھائی ہیں۔ (ابوداؤد)

(۳) ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے

الخلق عیال اللہ فاحبھم الی اللہ احسنھم الی عیالہ — ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس اللہ کو زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کی عیال کے حق میں سب سے بڑا محسن ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۴) کسی قوم کا مذاق نہ اڑاؤ۔

لا یسخر قوم من قوم — کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے۔ (سورہ حجرات)

(۵) جس کا کوئی بھی عقیدہ ہے اس کی توہین مت کرو۔

لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ — اُن کی توہین نہ کرو۔ جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں یعنی غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں۔

(۶) انسانیت کے ہر ایک حق پرست سچے خادم کا احترام کرو۔ اللہ کے تمام رسولوں اور نبیوں کو حق اور سچ مانو! ان کی حقانیت و صداقت کا اتنا ہی

احترام کرو۔ جتنا خود سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتے ہو۔ اور دل کی گہرائیوں سے اعتراف و اقرار کرو ــــ کہ لانفرق بین احد منھم (ہم کسی میں کوئی تفریق نہیں کرتے)

(۷) تبلیغ و اصلاح کے وقت بشارت اور سہولت کے پہلو سامنے رکھو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبلغین کو ہدایت فرمائی تھی۔

بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا	بشارت اور خوشخبری سناؤ
يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا	نفرت نہ پیدا کرو۔ آسانیاں اور سہولتیں پیش کرو۔ دشواریاں سامنے نہ رکھو۔

اللہ سے تعلق اور زندگی کے مشاغل

امت وسط کے افراد کے اوصاف و خصائل جو ہر مسلمان کیلئے نمونہ ہیں۔ اور جن پر ایک صاحب ایمان کو عمل کرنا چاہیئے۔

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ	(یہ وہ لوگ ہیں) جو اللہ کا
وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ	عہد پورا کرتے ہیں۔ اور نقض
وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ	عہد نہیں کرتے اور میل رکھتے
بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ	ہیں جن سے میل رکھنے کا
رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْءَ	اللہ نے حکم فرمایا۔ اور اپنے
الْحِسَابِ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا	رب سے ڈرتے رہتے ہیں
ابْتِغَاءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ	اور اندیشہ رکھتے ہیں برے
وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا	حساب کا اور انہوں نے
مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا	اپنے رب کی رضا حاصل
وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ	کرنے کے لئے صبر کیا اور
بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ	نماز کو برپا کیا۔ اور جو
(سورہ رعد ع ۲)	کچھ ہم نے اُن کو رزق دیا

اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کیا۔ اور کرتے ہیں برائی کے مقابلہ میں بھلائی۔

اَلَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ	جو چلتے ہیں زمین پر دبے
ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ	پاؤں (اکڑ کر نہیں چلتے)
الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا	اور جب بات کرنے لگیں
سَلٰمًا	اُن سے نادان تو کہیں صاحب سلامت
وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ	اور جو رات گذارتے ہیں اپنے
سُجَّدًا وَّقِیَامًا	رب کے سامنے سجدہ میں اور
وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا	کھڑے ہوکر۔ اور کہتے
اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ	ہیں کہ اے رب ہٹا ہم
جَھَنَّمَ اِنَّ عَذَابَھَا	سے جہنم کا عذاب۔
کَانَ غَرَامًا اِنَّھَا	بیشک اس کا عذاب ہے چمٹ
سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا	نے شک وہ جہنم بہت بری جگہ ہے
وَّمُقَامًا	ٹھہرنے کی اور بری جگہ ہے
وَالَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا	رہنے کی۔ اور جب یہ خرچ
لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ	کرتے ہیں تو نہ بیجا خرچ کرتے
یَقْتُرُوْا وَکَانَ	ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں بیچ بیچ
بَیْنَ ذٰلِکَ	میں ایک سیدھی گزران اختیار
قَوَامًا	کرتے ہیں)
وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ	نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی
مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ	اور معبود
وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ	نہیں خون کرتے ہیں جان کا
الَّتِیْ حَرَّمَ	جو منع کر دی اللہ نے مگر
اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا	جہاں چاہیئے۔ اور نہ بدکاری
یَزْنُوْنَ (سورہ فرقان)	کرتے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ	یہ نہیں شاہد ہوتے جھوٹے کام
الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا	میں اور جب گذریں کھیل
بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا	کی باتوں پر تو گذر جائیں بزرگانہ!

ان تمام خوبیوں کے باوجود ایک لچک رکھتے ہیں۔ جو اُن کو ہمیشہ قبول حق پر آمادہ اور اچھی بات کے سامنے ان کو جھکا دیتی ہے

اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ	جو بات کو غور سے سنتے
فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ	ہیں۔ پھر جو اچھی بات ہو اس پر عمل کرتے ہیں۔

اس قسم کی ہدایات کا ذخیرہ قرآن پاک کے صفحات میں اتنا وافر ہے کہ اس کے سمیٹنے کے لئے سینکڑوں ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہیں۔ ہم نے بطور نمونہ کچھ بر چھائیں پیش کردی ہیں۔ اب قرآن پاک کی اس جامع دعا پر یہ مضمون ختم کیا جاتا ہے۔

رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

اے ہمارے پروردگار ہمیں عطا فرما اپنے اہل و عیال کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں اہل تقویٰ کا مقتدا بنا دے۔ آمین!

[1] یعنی اگر آپ نے پہلے کافر۔ جہنمی۔ دوزخی وغیرہ کہہ کر نفرت دلا دی تو آپ قطعاً ناکام رہیں گے۔ آپ یہ بتلائیے کہ ہم سب ایک خدا کی مخلوق۔ ایک اللہ کے بندے۔ ایک ماں باپ کی اولاد۔ انسانی اخوت میں سب شریک۔ ہمارا آپ کا نفع ایک، نقصان ایک۔ اگر آپ یہ اتنی بھی تسلیم کرلیں تو دنیا میں یہ فائدہ اور آخرت میں یہ نفع

بقیہ وقت اجل

(صلا سے آگے)

؎ اے خوفِ مرگ دل میں جو انساں کے نہ رہے
پھر کچھ ہوس رہے نہ کوئی آرزو رہے

اے اپنی تندرستی سے دھوکا کھانے والے انسان۔ کیا تو نے بیماری کے بغیر کسی کو مرتے نہیں دیکھا یا بیماری آنے میں کچھ دیر لگتی ہے موت سے پہلے اپنے حال پر رحم کرلے ؎

میں جانتا ہوں بلبل جو ہے تیری حقیقت
اک مشت استخواں میں دو پر لگے ہوئے ہیں

اے غافل ہنستا کیوں ہے۔ ممکن ہے کہ تیرا کفن بزاز کی دوکان پر آچکا ہو۔ کیا تو نہیں جانتا کہ یہ دنیا رہنے کی جگہ نہیں۔ اس کے گھر ایسے ہیں کہ ان پر فنا ہونا ہے۔ اور ان میں رہنے والوں پر یہاں سے چلا جانا ایک لازمی امر ہے۔ جو اس وقت آباد نظر آتے ہیں۔ وہ چند روز میں اُجڑ جائیں گے بس سوچ اور اس غلط فہمی میں نہ مبتلا رہ کہ جوانی میں موت کا آنا بعید ہے۔ بہت کم لوگ بڑھاپے تک پہنچتے ہیں۔ کیونکہ بہتوں کو جوانی اور لڑکپن ہی میں موت آجاتی ہے۔ موت کا وقت عمر کے لحاظ سے مقرر نہیں۔ چند عرصہ رہنے پر وہ وقت آجائے گا۔ اس وقت ذرا سی دیر کا بھی پس و پیش نہیں ہوگا ؎

ہر گردشِ فلک بہ سر انتقام ہے
ہر شام عیش صبحِ الم کا پیام ہے
فانی ہر ایک چیز یہاں لا کلام ہے
کہتے ہیں جس کو باقی وہ اللہ کا نام ہے

اے عزیز! بڑے بڑے حکماء بیماری سے مرے مثلاً ارسطالیس مرض سل سے اور افلاطون فالج سے لقمان سرسام سے اور جالینوس اسہال سے مرا۔ حالانکہ انہی امراض میں ان حکما کو ید طولیٰ اور رتبہ کمال حاصل تھا۔ دھنتر وید کو سانپ پکڑنے میں انتہائی مہارت تھی۔ اس کو سانپ نے کاٹا اور مر گیا۔ غرض یہ کہ جو بنا ہے اسکو فنا ہے۔

ملکہ الزبتھ نے مرتے وقت کہا تھا کہ اگر کوئی ڈاکٹر اب مجھے زندہ رکھے تو میں ایک منٹ کی قیمت ایک لاکھ روپیہ دینے کو تیار ہوں۔

حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر ہوتے تو اتنا روتے کہ ریش مبارک بھیگ جاتی۔ کسی نے کہا کہ آپ جنت اور دوزخ کے بیان پر اتنا نہیں روتے جتنا آپ قبر پر روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے منزل اول ہے اگر اس سے مردہ بچ گیا تو اور منزلیں بھی اس پر آسان ہو جاتی ہیں۔ اگر اس منزل سے نجات نہ پائی تو دوسری منزلیں بھی کڑی ہو جاتی ہیں۔

عطائے خراسانی کہتے ہیں۔ کہ ایک روز آنحضرتؐ ایسے لوگوں کی طرف سے گذرے جو بہت زور سے قہقہے لگا کر ہنس رہے تھے۔ فرمایا کہ ان لوگوں میں لذات کو تلخ کرنے والی کا ذکر بھی شامل کردو۔ پوچھا وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ موت ہے۔

حضرت جبرئیلؑ نے ایک دن حضرت نوحؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کی عمر سب پیغمبروں سے زیادہ ہوئی آپ نے دنیا کو کیسا پایا۔ فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک مکان کے دو دروازے ہیں۔ ایک میں سے اندر گیا اور دوسرے میں سے باہر نکل آیا۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دنیا ہیچ ست ... صاحب ... تدبیر کیے

وہ اسباب جن سے عذاب قبر ہوتا ہے

قسط نمبر (۱)

(حاجی کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن مقیم شاہ عالمی (لاہور)

عذاب قبر سے پناہ مانگنا

امام بخاری رحمۃ اللہ نے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر (اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے)

عذاب قبر کو بہائم سنتے ہیں

امام بخاریؒ نے عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے: عذاب قبر برحق ہے، اس سے پناہ مانگا کرو، ایک دفعہ حضورؐ کا صحابہ کے ساتھ بنی نجار کے باغ کی طرف گزر ہوا کہ دفعۃً آپ کا خچر بدکا، اور قریب تھا کہ آپ کو گرا دے، وہاں کچھ قبریں تھیں اور ان کو بڑا سخت عذاب ہو رہا تھا، حضورؐ نے پوچھا کہ تم میں سے کوئی ان قبر والوں کو پہچانتا ہے، ایک شخص نے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں، فرمایا یہ کب مرے ہیں، عرض کیا کہ زمانہ شرک میں، فرمایا کہ یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے، اگر یہ نہ ہوتا کہ تم ان کو دفن نہ کرتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تم کو عذاب قبر سے وہ شے سنا دے جو میں سن رہا ہوں، اور فرمایا کہ قبر والے اپنی قبروں میں ایسا عذاب دیے جاتے ہیں کہ ان کو بہائم بھی سنتے ہیں۔

کافر پر اس کی قبر میں اژدہاؤں کا مقرر کیا جانا

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدہے مسلط کئے جاتے ہیں جو اس کو قیامت تک کاٹتے رہتے ہیں اور برخلاف اس کے مومن اپنی قبر میں ایک باغ میں ہوتا ہے اور اس کے لئے اس کی قبر ستر ہاتھ کشادہ کی جاتی ہے، اور اس کے لئے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن کی جاتی ہے دوسری جگہ ارشاد ہے کہ کافر پر دو سانپ مسلط کئے جاتے ہیں، ایک اس کے سر کی جانب اور دوسرا اس کے پیروں کی طرف سے کہ وہ اس کو کترتے ہیں (پھر جب وہ فارغ ہو جاتے تو پھر شروع کر دیتے ہیں (اور) قیامت تک (ایسا ہی کرتے رہیں گے)

پیشاب سے احتراز نہ کرنا اور چغلخوری

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم پیشاب سے بچا کرو، کیونکہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے، ایک دفعہ حضورؐ دو قبروں پر سے گزرے، فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑی بات پہ عذاب نہیں، ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا، پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اس کو درمیان سے دو ٹکڑے کیا، اور ایک ایک شاخ کو ایک ایک قبر پہ رکھ دیا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ شاید (اس وقت تک) ان سے عذاب سے تخفیف کی جائے، جب تک یہ خشک نہ ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اے میمونہ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگ کہ سخت ترین عذاب قبر غیبت اور پیشاب سے ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضور ایک اور قبر پر تشریف لائے جس کو بڑا عذاب ہو رہا تھا، فرمایا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھاتا تھا (یعنی ان کی غیبت کرتا تھا) پھر آپ نے ایک تر شاخ منگائی۔ اور اس کو اس کی قبر پہ رکھ دیا اور فرمایا کہ شاید اس سے (اس وقت تک) تخفیف کی جائے، جب تک وہ تر رہے۔

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ حضورؐ یعلیؓ (ایک صحابی) کے ساتھ چند قبروں میں سے گزر رہے تھے، صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے قبر میں دباؤ کی آواز سنی ہے، فرمایا کہ ہاں یہ لوگوں کے درمیان چغلخوری کیا کرتا تھا۔ اور پیشاب سے احتراز نہ کرتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت انسؓ حضورؐ کے ہمراہ حضرت ابی طلحہؓ کے کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے اور حضرت بلالؓ بھی پیچھے پیچھے چل رہے تھے کہ آپؐ ایک قبر پر گزرے۔ فرمایا کہ اے بلالؓ کیا تم بھی سنتے ہو جو میں سنتا ہوں کہ اس قبر والے کو عذاب کیا جاتا ہے، دریافت فرمانے پر معلوم ہوا کہ وہ یہودی تھا۔

غیبت، چغلخوری اور پیشاب سے نہ بچنا

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ عذاب قبر تین چیزوں سے کیا جاتا ہے، غیبت، چغلخوری اور پیشاب۔ سو تم ان چیزوں سے بچا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ عذاب قبر کے تین حصے ہیں۔ ایک تہائی غیبت سے، ایک تہائی چغلخوری سے، اور ایک تہائی پیشاب سے، یہاں وہ حضرات غور فرمائیں جو پیشاب کر کے ویسے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں، اور پھر وہ پیشاب کے قطرے یا تو ان کی رانوں میں اور یا دھوتی، شلوار اور پتلون میں لگتے ہیں، غیبت اور چغلخوری تو ان کے نزدیک ایک عام مشغلہ ہے، بغیر ان کے ان کی محفلوں میں رونق ہی نہیں ہوتی۔

عذاب قبر کو بہائم سنتے ہیں

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تم عذاب قبر سے پناہ مانگو بے شک موتی اپنی قبروں میں عذاب کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ ان کی آواز کو بہائم بھی سنتے ہیں۔

حضرت ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں حضورؐ کے ہمراہ تھا۔ اور آپ اپنی سواری کی اونٹنی پر چل رہے تھے کہ دفعۃً وہ بدکی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی سواری کی اونٹنی کا کیا حال ہے کہ وہ بدکتی ہے فرمایا میں نے ایک شخص کی آواز سنی ہے، جو اپنی قبر میں عذاب کیا جاتا ہے۔ اور وہ اس کے سبب سے بدکی ہے

کافر کا رحمت الٰہی سے ناامید ہونا

عکرمہؓ سے روایت ہے کہ جب کفار اپنی قبروں میں داخل ہوتے ہیں اور پھر اس شے کو معائنہ کرتے ہیں جو رسوائی اور ذلت سے ان کے لئے تیار کی گئی ہے تو اس وقت رحمت الٰہی سے ناامید ہو جاتے ہیں۔

عذاب ابوجہل

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں اطراف بدر میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک گڑھے سے ایک شخص باہر نکلا۔ اور اس کی گردن میں ایک زنجیر تھی، تو اس نے مجھ کو آواز دی کہ اے عبداللہ مجھ کو پانی پلا دے۔ پس میں نہیں جانتا کہ وہ میرا نام جانتا تھا یا اس نے مجھ کو محاورہ عرب کے مطابق پکارا تھا اور اسی گڑھے سے ایک (اور) شخص نکلا اور اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا۔ تو اس نے مجھ کو آواز دی کہ اے عبداللہ تو اس کو پانی نہ پلانا، کیونکہ یہ کافر ہے۔ پھر اس نے اس کو اس کوڑے سے مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گڑھے کی جانب لوٹ گیا۔ تو میں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس تمام واقعہ کی خبر دی۔ ارشاد فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے، یہ دشمن خدا ابوجہل تھا۔ اور قیامت تک اس کو یہی عذاب ہوتا رہے گا۔

پیشاب سے نہ بچنا اور پیاسے کو پانی نہ پلانا

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں ایک بار سفر میں نکلا تو میں قبور جاہلیت میں سے ایک قبر پہ گزرا تو ناگہاں قبر سے ایک شخص نکلا، جس پر کہ آگ شعلہ زن تھی (اور) اس کی گردن میں ایک زنجیر تھی، اور میرے ساتھ پانی کا برتن تھا جب اس نے مجھ کو دیکھا تو کہا اے عبداللہ تو مجھ کو پانی پلا۔ اچانک اسی قبر میں سے ایک اور شخص نکلا اور اس نے کہا کہ اے عبداللہ اس کو پانی نہ پلانا، یہ کافر ہے، پھر اس نے زنجیر مذکور کو پکڑا اور اس کو کھینچا۔ پھر اس کو قبر میں داخل کیا گیا، پھر میں رات کو ایک بڑھیا کے گھر کی طرف پہنچا، جس کے گھر کے قریب قبر تھی، تو میں نے اس قبر سے ایک آواز سنی کہ کہتا ہے۔ بول وما بول، شن وما شن، یعنی پیشاب ہے اور کیا پیشاب ہے، اور مشکیزہ ہے اور کیا مشکیزہ ہے، تو میں نے بڑھیا سے کہا کہ یہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ یہ میرا خاوند تھا۔ اور جب پیشاب کرتا تھا تو پیشاب سے احتراز نہ کرتا تھا۔ اور میں اس سے کہا کرتی تھی کہ تجھ کو ہلاکت ہو، اونٹ بھی جب پیشاب کرتا ہے تو ٹانگیں چوڑی کر لیتا ہے (اور تو اس سے بھی بدتر ہے) سو وہ انکار کرتا (اور

میری نصیحت نہ مانتا) پس جس روز سے کہ وہ مرا ہے وہ آواز دیتا ہے بول وابول (تو میں نے) کہا کہ یہ شن و ماشن کیا شے ہے؟ تو اس نے کہا کہ اس کے پاس ایک پیاسا آیا تو اس نے کہا کہ مجھ کو پانی پلا۔ تو اس نے کہا کہ مشکیزہ سے لے لے تو ناگہاں اس میں کچھ نہ تھا۔ پس جس روز سے وہ مرا ہے یہی آواز دیتا ہے شن و ماشن یعنی مشک ہے اور کیا (ہی بری) مشک ہے (جو میرے عذاب کا باعث ہوئی ہے) پس جب میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ تو آپ نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا۔

اکیلے سفر کرنے کو حضورؐ نے منع فرمایا

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک سوار مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان جا رہا تھا کہ اچانک اس کا گزر ایک مقبرہ پر ہوا تو ناگہاں وہاں سے ایک آدمی باہر نکلا جس پر آگ شعلے برسا رہی تھی، اور وہ لوہے میں جکڑا ہوا تھا۔ تو اس نے کہا کہ اے خدا کے بندے پانی چھڑک، اور اس کے پیچھے ایک اور آدمی یہ کہتا ہوا نکلا کہ اے خدا کے بندے تو پانی مت چھڑکنا، اے خدا کے بندے تو پانی مت چھڑکنا اور سوار مذکور بیہوش ہو گیا، پس جب اس نے صبح کی تو اس کے بال سفید ہو گئے تھے، تو اس نے اس واقعہ کی خبر حضرت عثمانؓ کو کی تو انہوں نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا۔

مہمان کا حق نہ سمجھنا اور اسکو ادا نہ کرنا

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ اچانک ایک قبر سے آدمی نکلا جس کے سر اور منہ سے آگ شعلہ مار رہی تھی (اور) کاندھے میں ایک لوہے کی زنجیر تھی، اس نے کہا کہ مجھے پانی پلا اور اس کے پیچھے ایک اور آدمی نکلا جو کہتا تھا کہ تو اس کافر کو مت پلانا۔ پھر اس نے اس کو آلیا اور سخت زنجیر کو پکڑ کر اس کو الٹ دیا، اور پھر اس کو کھینچنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ دونو اسی قبر میں داخل ہو گئے۔ یہ بنی عجار کا آدمی ہے جو زمانہ جاہلیت میں مرا ہے، اور یہ مہمان کا حق نہ سمجھتا تھا۔

مال غنیمت میں خیانت کرنا

ابی رافعؓ سے روایت ہے کہ میں حضورؐ کے ہمراہ بقیع میں گزرا تو آپ نے اف اف فرمایا۔ میں نے گمان کیا کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا میں نے کوئی نئی بات کی ہے جو آپ نے میرے سبب اف اف کیا ہے، فرمایا نہیں، اس قبر والے نے مال غنیمت سے ایک درع چھپا لی تھی تو اس وقت وہ درع اسکے لئے آگ کی صورت ہو رہی ہے۔

بے وضو نماز پڑھنا اور مظلوم کی مدد نہ کرنا

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بندگان خدا میں سے ایک بندے کی نسبت حکم کیا گیا کہ اس کی قبر میں اس کو سو کوڑے لگائے جائیں۔ تو وہ برابر اللہ عزوجل سے بخشش مانگتا اور تخفیف کی دعا کرتا رہا یہاں تک کہ ایک کوڑا رہ گیا تو اس کے سبب اس کی قبر آگ سے بھر گئی، جب عذاب سے کچھ افاقہ ہوا تو اس نے کہا کہ مجھ کو کس سبب سے مارا ہے؟ جواب ملا کہ تو نے ایک نماز بے وضو پڑھی تھی، اور تیرا گزر ایک مظلوم کے پاس سے ہوا تھا تو تو نے اس کی فریاد رسی نہ کی تھی۔

اسی مضمون کی ایک اور روایت حضرت عمرو بن شرحبیلؓ سے ہے کہ ایک شخص مر گیا اور لوگ اس کی نسبت گمان کرتے تھے کہ وہ پرہیزگار آدمی ہے، تو اس کے پاس اس کی قبر میں فرشتے آئے، انہوں نے اس سے کہا کہ ہم عذاب الٰہی سے تیرے سو کوڑے مارنے والے ہیں، اس نے کہا کہ تم میرے کس قصور میں کوڑے مارتے ہو، میں تو متقی شخص تھا، انہوں نے کہا کہ تو نے ایک روز بے وضو نماز پڑھی تھی، اور تیرا ایک مظلوم کے پاس سے گزر ہوا تھا، اور وہ فریاد کر رہا تھا۔ مگر تو نے اس کی فریاد رسی نہ کی تھی۔

قرآن پڑھ کر چھوڑ دینا اور اس کا بھلا دینا اور بغیر نماز پڑھے سو رہنا اور جھوٹ بات اڑانا

امام بخاری اور بیہقی رحمہما اللہ نے سمرہ بن جندبؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ اکثر اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے، اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا، اور حضورؐ اس کی تعبیر فرماتے، ایک روز صبح حضورؐ نے فرمایا کہ آج کی شب میرے پاس دو آنے والے آئے، انہوں نے مجھ سے کہا تو چل، تو میں ان کے ساتھ چلا تو وہ مجھ کو زمین مقدس کی طرف لے چلے، تو ہم ایک آدمی پر آئے کہ چت لیٹا تھا اور ناگہاں اس پر ایک دوسرا شخص پتھر لئے کھڑا تھا اور وہ اس پتھر کو اس کے سر کی جانب جھکاتا ہے، اور اس کا سر کچل دیتا ہے، پتھر لڑھک جاتا ہے، پھر وہ پتھر کو اٹھاتا ہے، وہ اس کی طرف لوٹنے نہیں پاتا کہ اس کا سر جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے، پھر وہ اس پر لوٹتا ہے، پھر اس کے ساتھ ویسا ہی کرتا ہے، جیسا کہ پہلی بار کر چکا ہے تو میں نے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں، تو انہوں نے کہا کہ چل، تو ہم چل دیئے، تو ہم ایک شخص پر آئے جو اپنی گدی پر چت لیٹا ہوا تھا تو ناگہاں اس پر دوسرا شخص ایک لوہے کا آنکڑا لئے کھڑا ہے، اور اچانک وہ اس کے منہ کی ایک جانب سے آتا ہے، پھر اس کے جبڑے کو گدی تک اور اس کے نتھنوں کو اس کی گدی تک اور اس کی آنکھوں کو اس کی گدی تک چیرتا ہے، پھر دوسری جانب لوٹتا ہے پھر اس کے ساتھ ویسا ہی کرتا ہے، جیسا کہ پہلی جانب کیا تھا سو وہ اس جانب سے فارغ نہیں ہونے پاتا کہ یہ جانب ویسی ہی درست ہو جاتی ہے، جیسے کہ تھی، پھر وہ اس پر لوٹتا ہے، اور اس کے ساتھ ویسا ہی کرتا ہے، جیسا کہ پہلی بار کیا تھا۔ تو میں نے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں تو انہوں نے کہا کہ چل، تو ہم چل دیئے۔ پھر ہم تنور جیسی شے پر آئے تو ناگہاں اس میں شور اور آوازیں آئیں۔ تو ہم نے اس میں جھانکا، تو ناگہاں اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں ہیں، اور ناگہاں ان کے پاس ان کے نیچے سے ایک لپٹ ہے، پس جب ان کے پاس لپٹ آتی ہے تو وہ شور و غل مچاتے ہیں، تو میں نے کہا یہ کون ہیں تو انہوں نے کہا تو چل تو ہم چل دیئے، پھر ہم ایک سرخ نہر پر آئے جیسے خون، ناگہاں اس میں ایک تیرنے والا تیر رہا ہے، اور کنارے نہر پر ایک شخص ہے کہ اس کے نزدیک بہت سے پتھر ہیں، ناگہاں یہ تیرنے والا تیرتا ہے جتنا کہ تیرتا ہے، پھر اس کے نزدیک آتا ہے، جس کے نزدیک کہ پتھر اکٹھے کئے گئے ہیں، تو وہ اس کے لئے اپنا منہ کھولتا ہے، تو وہ اس کے منہ میں پتھر کا لقمہ دے دیتا ہے، سو وہ چل دیتا ہے اور تیرنے لگتا ہے، پھر اس کی طرف لوٹتا ہے (اور) جب لوٹتا ہے تو اس کے لئے اپنا منہ کھول دیتا ہے تو وہ اس کو پتھر کا لقمہ دے دیتا ہے، میں نے ان سے کہا کہ یہ کون ہیں تو انہوں نے کہا تو چل، تو ہم چل دیئے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ پھر ہم ایک بری سے بری کریہ منظر صورت کے پاس آئے، دیکھا کہ اس کے نزدیک آگ ہے کہ وہ اس کو سلگا رہا ہے، اور دوڑ رہا ہے، میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ تو چل تو ہم چل دیئے، پھر ہم ایک باغ پر آئے، جس میں ہر قسم کے شگوفے تھے، اور باغ کے درمیان ایک دراز قد مرد تھا اور اس کے گرد بہت سے بچے تھے، جن کو میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا کہ تو چل، تو ہم چل دیئے، تو ہم ایک بڑے باغ کی جانب آئے کہ اس سے بڑا اور عمدہ باغ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تو اس میں چڑھ تو ہم اس میں چڑھے، تو ہم ایک شہر کی جانب پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا تھا، تو ہم شہر کے دروازے پر آئے، پھر ہم نے اس کو کھلوایا تو وہ ہمارے لئے کھولا گیا، تو ہم اس میں داخل ہوئے، تو اس میں کچھ لوگ ہم کو ملے، جن کا آدھا جسم خوبصورت سے خوبصورت کے مانند تھا، اور آدھا جسم بری سے بری صورت کے مانند تھا تو ان دونوں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم جاؤ، اور اس نہر میں گر پڑو، تو ناگہاں ایک نہر ہے چوڑی جو عرض میں بہتی ہے، گویا کہ اس کا پانی (دودھ) خالص ہے سفیدی میں، پس وہ جا کر اس نہر میں گر پڑے، پھر وہ میری طرف لوٹے، اور ان سے برائی جا چکی تھی، تو وہ اچھی سے اچھی صورت میں ہو گئے، تو ان دونوں نے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور وہ تیری منزل ہے تو میری نگاہ آسمان کی طرف بلند ہوئی تو ناگہاں ایک محل ہے سفید مثل بادل کے، ان دونوں نے کہا کہ یہ تیری منزل ہے، میں نے کہا کہ خدا تم میں برکت دے مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اس میں داخل ہوں تو ان دونوں نے کہا کہ لیکن اب تو نہیں اور ہاں تو اس میں داخل ہونے والا ہے، تو میں نے ان سے کہا کہ میں نے شروع رات سے عجب دیکھا ہے، سو یہ کیا ہے جو میں نے دیکھا ہے، تو انہوں نے کہا کہ وہ پہلا شخص جس پر تم آئے تھے (اور) پتھر سے سر کچلا جا رہا تھا، سو وہ وہ شخص ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور پھر اس کو چھوڑ دیا، اور نماز فرض سے سو رہتا تھا اس کے ساتھ روز قیامت تک ایسا ہی سلوک کیا جاوے گا اور رہا وہ شخص جس پر کہ تم آئے اور اس کا جبڑا اور اس کے نتھنے اور اس کی آنکھیں گدی تک چیری جا رہی تھیں تو وہ وہ شخص ہے جو صبح کو اپنے گھر سے نکلتا تھا پھر کوئی جھوٹ بولتا

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

امرأة الاسلام

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۲)

از جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو "خدام الدین" مورخہ ۲۷ - اپریل ۱۹۵۹ء)

واقعہ تحریم

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ حضرات ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کی صاحبزادیاں تھیں جو تقرب نبوی میں پیش پیش تھے، انہی کے زیر اثر یہ دونوں ازواج بھی دیگر ازواج مطہرات کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں، اس قسم کے سلوک کی وجہ سے ۹ھ میں واقعہ تحریم پیش آیا۔ قصہ یوں ہوا کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک زوجہ حضرت زینبؓ کے پاس معمول سے زیادہ تشریف فرما رہے۔ دیر کی وجہ یہ ہوئی کہ زوجہ رسولؐ کے پاس کہیں سے شہد آ گیا، انہوں نے آپ کو پیش کر دیا۔ آپ کو شہد بہت مرغوب تھا، آپ نے نوش فرمایا۔ اس میں وقت مقررہ سے دیر ہو گئی، اس دیر پر حضرت عائشہؓ کو رشک ہوا، اور انہوں نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ جب حضورؐ میرے یا تمہارے گھر آئیں تو کہنا چاہیئے کہ منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے (مغافیر کے پھول ہوتے ہیں، جن سے شہد کی مکھیاں رس چوستی ہیں، ویسے مغافیر کی بو کا اظہار کرنا بعید از قیاس بات نہیں، کیونکہ اس کے پھولوں میں یہ بات پائی جاتی ہے) خیر حضورؐ سے جب ایسا کہا گیا تو آپؐ نے قسم کھائی کہ میں شہد نہ کھاؤں گا۔ اس پر قرآن کریم کی یہ آیت اتری، جس کا ترجمہ یہ ہے:-

"اے پیغمبر! اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے آپ خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کیوں کرتے ہیں؟" یہ واقعہ صحیح بخاری شریف کا ہے۔

اہل سیرت نے لکھا ہے کہ کبھی کبھار ان ازواج میں باہمی رشک و رقابت بھی ہو جاتی تھی۔ مثلاً ایک دفعہ حضورؐ کے سفر میں یہ دونوں ازواج ہمراہی تھیں، حضورؐ رات کو حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر سفر کرتے اور ان سے گفتگو فرماتے، ایک دن حضرت حفصہؓ حضرت عائشہؓ سے کہنے لگیں، "آؤ آج رات اونٹ بدل لیں، تاکہ مختلف مناظر دیکھنے میں آئیں" حضرت عائشہؓ رضامند ہو گئیں۔ حضورؐ نے اس زمانہ میں حضرت حفصہؓ کے ساتھ سفر طے فرمایا، لیکن جب منزل پر حضرت عائشہؓ نے آپ کو نہ پایا تو تاسف ہوا اور اپنے پاؤں کو گھاس کے درمیان لٹکا کر کہنے لگیں، خداوندا کسی سانپ یا بچھو کو متعین کر دے جو مجھے ڈس جائے۔

یہ واقعہ بھی امام بخاریؒ ہی نے لکھا ہے۔

حضرت سودہؓ کی طرح حضرت حفصہؓ بھی دجال سے بہت ڈرا کرتی تھیں، اتفاقاً مدینہ میں ایک شخص تھا جس میں وہ بہت سی علامتیں موجود تھیں، جو حضورؐ نے دجال کے متعلق بتائی تھیں، ایک دن اس کی ملاقات عبداللہؓ ابن عمر سے راستہ میں ہو گئی، انہوں نے اس کو برا بھلا کہا، وہ اس قدر جھنجھلایا کہ راستہ تک بند ہو گیا، ابن عمرؓ نے اس کو مارنا شروع کیا، حضرت حفصہؓ کو اس کی خبر ہوئی تو بھائی کو منع کیا اور کہا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دجال کے خروج کا محرک اس کا غصہ ہو گا!

وفات

حضرت حفصہؓ نے ۴۵ھ میں مدینہ میں انتقال کیا یہ امیر معاویہؓ کی خلافت کا زمانہ تھا، مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا، نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کاندھا دیا، اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ جنازہ کو قبر تک لے گئے، ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ان کے لڑکوں عاصم، سالم، عبداللہ، حمزہ نے قبر میں اتارا

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

حضرت زینب ام المساکینؓ

سلسلۂ نسب

زینب نام اور والد کا نام خزیمہ تھا، کنیت ام المساکین تھی۔ مساکین ان کی کسی اولاد کا نام نہ تھا، بلکہ یہ کنیت ان کی غرباء پروری، مسکین نوازی اور فیاضی کی وجہ سے تھی۔

نکاح اولیٰ

حضورؐ سے پہلے ان کے عقد کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جحشؓ سے ہوا تھا اور بعض طفیل بن حارث کا نام لیتے ہیں۔ اکثریت عبداللہ بن جحشؓ سے نکاح کی قائل ہے۔

عبداللہ بن جحشؓ

اس موقع پر ایسے جانباز صحابیؓ کا ذکر خارج از موضوع نہ ہو گا، انہوں نے احد کے میدان میں جام شہادت نوش فرمایا، جنگ سے پہلے انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے کہا، آؤ سعدؓ! اپنی حاجت کے مطابق دعا مانگیں اور دوسرا آمین کہے، کیونکہ اس طرح قبولیت دعا کا زیادہ امکان ہے، چنانچہ حضرت سعدؓ نے دعا مانگی، یا اللہ جب کل کو لڑائی ہو تو میرے مقابلہ میں بڑے بہادر کو مقرر فرمانا، وہ مجھ پر سخت حملہ کرے، اور میں اس پر زور دار وار کروں، فتح مجھے نصیب ہو، میں اسے تیرے راستہ میں قتل کر دوں، حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے آمین کہی، اب ان کی باری تھی، وہ دعا مانگنے لگے۔ اے اللہ کل میرا مقابلہ بڑے بہادر سے کرا، میں اس سے شدت کے ساتھ ٹکرا جاؤں، وہ مجھے قتل کر دے، اور میرے ناک کان کاٹ لے، پھر جب تیرے حضور میں قیامت کو پیشی ہو تو تو کہے عبداللہ تیرے ناک کان کیونکر کاٹے گئے، میں عرض کروں، اے اللہ تیرے راستہ میں اور تیرے محبوب کے راستہ میں کاٹے گئے، حضرت سعدؓ نے آمین کہی۔ لڑائی کے دن دونوں حضرات کی دعائیں بعینہٖ قبول ہوئیں۔ سعدؓ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جحشؓ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی میں نے شام کو دیکھا کہ ان کے ناک کان ایک تاگے میں پروئے ہوئے ہیں، احد کی لڑائی میں ان کی تلوار بھی ٹوٹ گئی تھی، حضورؐ نے ان کو ایک ٹہنی مرحمت فرمائی، جو بحکم خداوندی ان کے ہاتھ میں جا کر تلوار بن گئی، اور عرصہ تک بعد میں بھی اور پھر دو سو دینار میں فروخت ہوئی۔

حضرت زینبؓ کا نکاح ہجرت سے ۳۱ ماہ بعد رمضان ۳ھ میں ہوا، اور حضورؐ کی مدت زوجگی میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں تین ماہ اور دوسری روایت میں آٹھ ماہ تک نکاح ثانی کے بعد حیات رہیں اور ۴ھ ربیع الاول میں وفات پائی، البتہ بلاشبہ حضرت خدیجہؓ کے بعد صرف یہی ازواج رسول ہیں، جو نبیؐ اقدس کی حیات میں انتقال فرما گئیں۔ حضورؐ نے نماز جنازہ پڑھی، اور یہ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال تھی۔

دار العلوم ربانیہ بھوئی گاڑ (ضلع اٹک)

میں داخلہ ۵ سے ۱۰ شوال تک جاری رہے گا، دار العلوم میں قابل اور محنتی اساتذہ کی زیر نگرانی ہر قسم کے فنون نیز چھوٹا دورہ بھی پڑھایا جاتا ہے

باہر سے آنے والے طلباء واہ - بدھو، عثمان کھٹڑ ختار کے اسٹیشنوں پر اتر کر بھوئی گاڑ پہنچ سکتے ہیں۔

بقیہ دُنیا کیسے سُدھرے

(صفحہ سے آگے)

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّی اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

(ترجمہ:- بیشک بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو اُن کی قوم کی طرف۔ پس اُس نے کہا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی۔ کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا۔ میں خوف کرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ البتہ ہم تم کو کھلم کھلا گمراہی میں پاتے ہیں۔

سیّدنا ہود علیہ السلام کا قصہ ملاحظہ فرمائیں:

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا۔ قَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِی سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝

(ترجمہ:- اور ہم نے قوم عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو بھیجا۔ بولے اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا سو کیا تم ڈرتے نہیں اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے۔ بولے ہم تو دیکھتے ہیں تجھ کو عقل نہیں اور ہم تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:-

وَقَالَ مُوْسٰی یَا فِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الیٰ آخرہ)

(ترجمہ:- اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے فرعون میں رسول ہوں پروردگار عالم کا)

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ)

(ترجمہ:- جواب دیا سرداران قوم فرعون نے یہ تو بڑا واقف جادوگر ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:-

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْكُرُوْا فِیْهَا

(ترجمہ:- اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار کہ حیلے کیا کریں اس بستی میں)

جب قوم کا سردار یا چودھری ٹھیک ہوتا ہے تو بستی بھی ٹھیک ہوتی ہے۔ جب رئیس قوم کے چال چلن بگڑ جائے تو رعیت بھی اس کے نقش قدم پر چلیگی کیونکہ رعیت ماتحت ہوتی ہے۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْكِهِمْ (ترجمہ لوگ بادشاہوں کے دین پر چلتے ہیں۔ عوام کالانعام ہر معاملہ میں خواص کی تقلید کرتے ہیں۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں انہیں کا نمونہ ثابت ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح سرکاری ملازمین بھی اپنے اعلیٰ افسروں کی تقلید کرتے ہیں۔ اور اعلیٰ افسر اپنی باری میں وزراء کرام اور سیاسی لیڈروں کے کردار کو اپناتے ہیں۔ بادشاہ اگر معمولی سا ظلم کرے گا تو اس کے ملازمین بہت زیادہ ظلم کریں گے۔ نقل ہے کہ نوشیرواں بادشاہ ایک مرتبہ جنگل میں شکار کرنے گیا۔ نمک موجود نہیں تھا۔ ایک سپاہی کو گاؤں میں نمک لینے کے لئے روانہ کیا۔ اور نصیحت کی کہ نمک مفت نہ لینا۔ کیونکہ مفت لینے میں بادشاہ کے ملازمین مفت خور ہو جائیں گے۔

به نیم بیضه که سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ
گر زباغ رعیت ملک خورد سیبے
بر آورند غلامان او درخت از بیخ

ترجمہ:- نصف انڈے بھر اگر بادشاہ جبر کرے گا۔ تو اس کے نوکر اس کی دیکھا دیکھی ایک ہزار مرغ کا کباب کھائیں گے۔

(۲) اگر بادشاہ رعیت کے باغ سے ایک سیب کھائے گا تو اس کے کارندے سبب کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اپنے ماتحتوں کو سختی اور پابندی سے نصیحت کرتے تھے۔ اور جرم ثابت ہونے پر سزا دیتے تھے۔ موجودہ دور میں علماء و مشائخ و سردار تینوں گروہ اپنے فرائض میں سستی و کاہلی برتتے ہیں۔ اسی وجہ سے قوم بھی ترقی کے بجائے تنزل کی طرف جا رہی ہے اللہ تعالےٰ تینوں جماعتوں کو حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بچوں کا صفحہ:- (صفحہ ۱۹ سے آگے)

بقیہ دین کی راہ میں قربانیاں

کئے جاتے تھے۔ جب ان کو پکڑنے کے لئے آدمی گئے۔ تو انہوں نے دور سے للکارا۔ اے بزرگو! میرا پیچھا چھوڑ دو۔ میں ایسا تیر انداز ہوں کہ میرا وار خالی نہیں جاتا اور میرے ترکش میں تیر بھی ہیں۔ میں تم کو آسانی سے قریب نہیں آنے دوں گا۔ جب تیر ختم ہو جائیں گے تو تلوار سنبھالوں گا اگر وہ بھی نہ رہی تو میرے ساتھ جو چاہے کرنا۔ لیکن اگر میری جان کے بدلے میں میرا مال لینا چاہو تو وہ مکہ میں موجود ہے اور دو باندیاں بھی ہیں وہ بھی لے لو۔ حرص اور طمع کے ماروں کو مال اچھا لگا اور راضی ہو گئے اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی جان خلاصی کی۔ خداوند تعالےٰ اس پر خوش ہوئے اور قرآن پاک کی یہ ایت نازل ہوئی۔ جس کا ترجمہ ہے کہ:-

"بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی رضا کے لئے اپنی جان خرید لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان ہے۔"

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو مدینہ تشریف لے جا چکے تھے اور قبا میں قیام فرما تھے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بولے "تم نے نفع کی تجارت کی"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت صہیب کی بہت قدر تھی۔ اس لئے آپ نے وصیت کی کہ میری نماز جنازہ حضرت صہیب پڑھائیں *

وہ اسباب جن سے عذاب قبر ہوتا ہے

(بقیہ صفحہ ۱۹ سے آگے)

جو تمام زمانہ میں پہنچتا تھا، پس اس کے ساتھ قیامت تک یہی کیا جائے گا، اور رہے وہ ننگے مرد اور عورت جو تنور جیسی جگہ میں تھے، سو وہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں اور جس شخص پر آتے تھے اور وہ نہر میں تیر رہا تھا، اور اس کو پتھر کا لقمہ دیا جاتا تھا، سو وہ سود خوار ہے، اور وہ کریہہ المنظر شخص جس کے نزدیک آگ تھی، اور وہ اس کو سلگا رہا تھا وہ مالک داروغہ جہنم ہے، اور وہ لمبے شخص جو باغ میں تھے، وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، اور بچے جو ان کے گرد تھے وہ وہ بچے ہیں جو فطرت پر مرے ہیں اور رہے وہ لوگ جن کے آدھے جسم اچھے اور آدھے برے تھے سو وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بھلے کاموں کو برے کاموں سے ملایا ہے۔ میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل، اور علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث عذاب برزخ میں نص ہے کیونکہ انبیائے کرام کا خواب وحی اور نفس الامر کے مطابق ہے، اور نیز آپ نے فرمایا کہ یہ اس کے ساتھ قیامت تک کیا جائے گا۔ (باقی آئندہ)

بچوں کا صفحہ

دین کی راہ میں قربانیاں

(از سید مشتاق حسین صاحب بخاری)

(۲)

حضرت ابوذر غفاریؓ بہت مشہور صحابی ہیں۔ انہیں اسلام لانے کا شوق ہوا تو مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ ان دنوں اسلام کی بے حد مخالفت ہو رہی تھی اور اسلام کا نام لینے والوں کو سخت پریشان کیا جاتا تھا۔ انہیں اس بات کا احساس تھا۔ اس لیے انہوں نے اپنے آنے کا مقصد کہیں کسی پر نہ ظاہر کیا۔ حضرت علیؓ کے مہمان ہو اور ڈرتے ڈرتے اُن سے اپنا مدعا عرض کیا۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں لے آئے۔ بات چیت کے بعد فوراً مسلمان ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا ابھی اپنے اسلام کا اظہار نہ کرنا اور اپنے قبیلہ میں چلے جانا۔ لیکن اُن کا جوش ایمان اس قدر زیادہ تھا کہ بولے میں ان بے ایمانوں کے سامنے کلمہ پڑھتا ہوا جاؤں گا۔ چنانچہ اسی وقت خانہ کعبہ میں گئے اور باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر کیا تھا چاروں طرف سے کفار ٹوٹ پڑے اور مار مار کر بے حال کر دیا۔ حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہیں بچانے کے لیے دوڑے اور لوگوں سے کہا کہ یہ قبیلہ غفار کا شخص ہے۔ جو ملک شام کے راستہ میں پڑتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری تجارت بند ہو جائے ان کے سمجھانے بجھانے پر لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ دوسرے دن انہوں نے پھر کلمہ شہادت پڑھا اور مار پیٹ ہوئی اور پھر حضرت عباسؓ کے سمجھانے پر نجات پائی۔

ایک اور بزرگ حضرت خباب رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے اللہ کی راہ میں بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ یہ غالباً پانچویں چھٹے مسلمان تھے۔ یہ بیچارے ایک عورت کے غلام تھے۔ جب اس کو یہ خبر ملی کہ حضرت خبابؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں تو وہ لوہے کو گرم کر کے ان کے سر کو داغ دیتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ لوہے کی زرہ پہنا کر ان کو دھوپ میں ڈال دیا جاتا۔ کبھی انہیں بالکل سیدھا گرم ریت پر لٹا دیا جاتا۔ ان تکالیف سے ان کی کمر کا گوشت گل کر گر گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان کی کمر دیکھی تو حیران رہ گئے۔ حضرت خبابؓ کہنے لگے کہ مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر گھسیٹا گیا۔ میری کمر کی چربی اور خون سے وہ آگ بجھی۔

عزیزو! حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بدن میں کپکپی پیدا کر دیتا ہے۔ کفار کی سختیاں اٹھانے میں وہ تنہا نہ تھے۔ بلکہ ان کے سارے خاندان نے اسلام کے نازک سے پودے کی اپنے اپنے خون سے آبیاری کی۔ اسلام کی راہ میں اب تک لاکھوں مسلمان قربان ہو چکے ہیں۔ لیکن اس سے تمہاری معلومات میں اضافہ ہوگا۔ کہ اسلام میں سب سے پہلی قربانی حضرت سمیہؓ والدہ محترمہ حضرت عمارؓ کی ہے۔ ابوجہل اور دوسرے کفار نے اُن کو جس ظلم اور بے حیائی سے شہید کیا اس کی مثال ملنی دشوار ہے۔ سیدۃ الشہدا ان دنوں بوڑھی تھیں۔ لیکن ظالموں نے اُن کی ضعیفی کا بھی خیال نہ کیا

حضرت عمارؓ کو گرم ریتلی زمین پر لٹایا جاتا اور سخت جسمانی ایذائیں دی جاتیں۔ جب اُس جگہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوتا تو آپ صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی خوشخبری سناتے۔ اس طریقہ سے وہ اسلام کو مضبوط کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ان پر ظلم کرنے والے یا تو جہنم رسید ہو گئے یا تائب ہو کر ایمان لے آئے۔ حضرت عمار کی ایک اور خصوصیت بھی ہے۔ وہ یہ کہ سب سے پہلی مسجد انہی کے ہاتھوں سے تعمیر ہوئی۔ جب حضورؐ مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔ تو شہر سے باہر کی بستی میں قیام فرما ہوئے۔ یہاں حضرت عمارؓ نے اس نیت سے کہ حضورؐ سائے میں ہی نماز ادا کریں اور آرام فرمائیں۔ پتھر اکٹھے کر کے مسجد کی تعمیر کی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہوئی۔

حضرت صہیبؓ بھی حضرت عمار کی معیت ہی میں مسلمان ہوئے ان کی دوستی کا پس منظر یہ ہے کہ حضورؐ حضرت ارقمؓ کے مکان پر تشریف فرما تھے کہ دونوں حضرات حاضر ہوئے۔ حضور کی بارگاہ میں حاضری سے پہلے ایک دوسرے سے پوچھا کیوں آئے ہو؟ دونوں کا جواب یکساں تھا۔ یعنی "ایمان لانے کے لئے" اس کے بعد دونوں مسلمان ہو گئے۔ اور اپنے اُوپر دنیا بھر کی مصیبتیں مسلط کر لیں۔ جب ان صحابہ کے صبر کا پیالہ بھر جاتا تو ہجرت کی ٹھانتے۔ لیکن کفار معمولی قسم کے دشمن نہ تھے کہ آسانی سے ترک وطن کرنے دیتے۔ چنانچہ ایسے بزرگوں کا پیچھا کیا جاتا اگر ہاتھ لگ جاتے تو پہلے سے کئی گنا زیادہ ظلم

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

منظور شدہ محکمہ تعلیم لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۳۲۱/ج۔ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ .... لعہ ۵ روپے
ششماہی .... سے
فی پرچہ .... چار آنے

ہفتہ وار خبریں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر:
عبدالمنان چوہان

—— لندن ۱۵ مئی۔ سنگاپور کی آزادی کے متعلق برطانوی حکومت اور وزیر اعلیٰ سنگاپور کے درمیان جو بات چیت جاری تھی، اسکی ناکامی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۵ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ بہت جلد بھارت کے ہر شہر میں علاقائی فوج تیار ہو جائے گی، ہر گاؤں سے رضا کار فوج بھرتی کی جائے گی، اور ہر سکول اور کالج میں قومی یا امدادی فوج کے یونٹوں کو تربیت دی جائے گی۔

—— الجزائر ۱۵ مئی۔ الجزائر کی تحریک آزادی کے مجاہدین اور فرانسیسی فوجوں کی جھڑپوں کی خبریں مسلسل موصول ہو رہی ہیں۔

—— مانچسٹر ۱۵ مئی۔ مانچسٹر گارڈین کا خیال ہے کہ جب مسئلہ کشمیر پھر سلامتی کونسل میں پیش ہوگا تو بھارت نے سلامتی کونسل کے ایجنڈے سے خارج کرانے کی کوشش کرے گا۔

—— لاہور ۱۵ مئی۔ مقامی محکمہ راشننگ نے گذشتہ سال فروری میں لاہور کے راشن کارڈوں کی جانچ پڑتال شروع کی تھی، جس کے دوران لاہور شہر میں ۲۶ ہزار سات سو جعلی راشن کارڈوں کا سراغ لگایا گیا ہے۔

—— لاہور ۱۵ مئی۔ حکومت مغربی پاکستان لاہور میں طالبات کے لئے ایک ہوسٹل کی تعمیر پر غور کر رہی ہے، جس پر تین لاکھ روپیہ لاگت آئے گی۔

—— کراچی ۱۵ مئی۔ ۲۰۹۵ عازمین حج کو لے کر آج پہلا جہاز کراچی بندرگاہ سے جدہ روانہ ہو گیا۔

—— لاہور ۱۶ مئی۔ مغربی پاکستان میں ۱۹ مئی کے بعد جو سیاسی ڈرامہ کھیلا جانے والا ہے آج سے صوبائی دارالحکومت میں اس کی زبردست تیاریاں شروع ہو گئی ہیں، جبکہ مختلف دور افتادہ علاقوں سے ارکان اسمبلی کی آمد کے سلسلہ کا آغاز ہوا۔ خیال ہے کل شام تک بیشتر ارکان اسمبلی لاہور پہنچ جائیں گے۔

—— لندن ۱۶ مئی۔ کل رات برطانوی وزارت خارجہ نے سرکاری طور پر روس کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ روس اپنی افواج میں ۱۲ لاکھ کی کمی کر رہا ہے۔

—— الجزائر ۱۶ مئی۔ تازہ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں مجاہدین اور فرانس کی حفاظتی افواج کے مابین جھڑپوں میں ایک سو سے زائد مجاہدین شہید ہو چکے ہیں۔

—— پیرس ۱۷ مئی۔ آج شمال مغربی فرانس میں الجزائر کو فوجوں کی روانگی کے خلاف زبردست مظاہرے کئے گئے۔

—— کراچی ۱۷ مئی۔ ٹائمز آف انڈیا کی اطلاع کے مطابق اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں کشمیر کے مسئلہ پر بحث کے دوران روس غیر جانبدار رہے گا۔

—— کراچی ۱۷ مئی۔ ہوائی جہازوں کے ذریعے عازمین حج کو سبقت دینے کے سوال کا فیصلہ کرنے کے لئے آج یہاں حج بکنگ آفس میں قرعہ اندازی کی گئی۔

—— لاہور ۱۸ مئی۔ گورنر مغربی پاکستان نے آج ضروری اشیاء کی بہم رسانی کا آرڈیننس نافذ کر دیا ہے۔ ضروری اشیاء میں اجناس خوردنی، اونی و سوتی کپڑے، کاغذ، اخباری کاغذ وغیرہ اشیاء آتی ہیں۔

تالے، قینچیاں، چاقو، چھریاں، موچنے، استرے، اور دیگر سامان کٹلری وغیرہ کیلئے
پاک (سابقہ انڈین) لاک ہاؤس
زیر دروازہ مسجد وزیر خاں لاہور۔ فون نمبر ۴۳۲۷

نبض دکھا کر مرض معلوم کریں
کوئی مرض لاعلاج نہیں
ہر قسم کے بہترین علاج کرا کر تھک چکے ہوں اور صحت سے بھی ناامید ہوں تو اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے مکمل تشخیص کے بعد ہر مرض کا کامیاب علاج کرائیں، لاہور نہ آ سکنے والے مریض مفصل حالات تحریر کر کے دوا بذریعہ وی، پی طلب کر سکتے ہیں۔ پتہ نوٹ کریں لقمان حکیم محمد طیب ۱۹ انکلسن روڈ - لاہور

الجزائر ۱۸ مئی۔ باوثوق ذرائع کی اطلاع کے مطابق پندرہ ہزار مسلح مجاہدین کے خلاف فرانس کی نئی مہم کو زیادہ زور کے ساتھ چلانے کے لئے الجزائر میں فرانسیسی افواج بدستور پہنچ رہی ہیں۔

—— دمشق ۱۸ مئی۔ کل یہاں شام، لبنان، اردن اور مصر کے وزرائے خارجہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل کی اس رپورٹ پر غور کیا گیا جو انہوں نے مشرق وسطیٰ کے دورے کے بعد حال ہی میں مرتب کی ہے۔

—— نیویارک ۱۸ مئی۔ امریکہ کے وزیر فضائیہ نے تبصرہ کیا ہے کہ سوویٹ یونین نے اپنی مسلح افواج میں کمی کا جو اعلان کیا ہے، اس سے سوویٹ خطرے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

—— لاہور ۱۹ مئی، وحدت مغربی پاکستان کی عبوری اسمبلی کا پہلا بجٹ سیشن حسب اعلان آج صبح ۸ بجے اسمبلی چیمبر میں شروع ہوا، اور تقریباً پانچ گھنٹے میں ۲۲۱ ارکان نے وفاداری کے حلف اٹھائے، باقی ۸۱ ارکان کل صبح حلف اٹھائیں گے اور پھر کل ہی سپیکر کا انتخاب ہوگا۔

—— کراچی ۱۹ مئی۔ نہر ملیشیا کے گشتی دستے پر افغان قبائلیوں کے حملے کے خلاف پاکستان نے افغانستان سے شدید احتجاج کیا ہے اور جانی اور مالی نقصان کا معاوضہ طلب کیا ہے۔

—— دمشق ۱۹ مئی، عرب لیگ کی کمیٹی نے الجزائر کے مسئلے کو پھر سلامتی کونسل میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— عدن ۱۹ مئی۔ برطانیہ کے نائب وزیر نو آبادیات لارڈ لائیڈ نے کہا ہے کہ برطانیہ عدن کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں سے دست کش نہیں ہوگا، کیونکہ فوجی اور اقتصادی اعتبار سے یہ نو آبادی دولت مشترکہ کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔